2023 سالانہ علمی و اصلاحی کتابچہ

انسان کی طاقت علم سے ہے

اور حیوان کی طاقت تشدّد سے

اور سیکھنے دیجئے
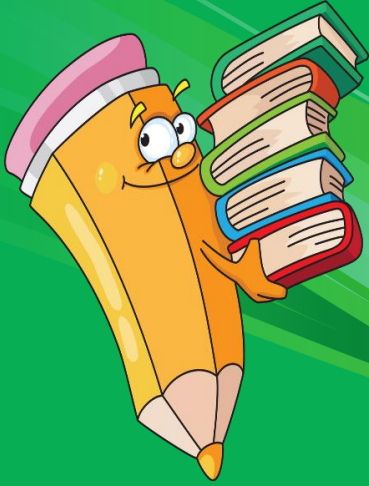
سرپرستِ اعلیٰ

حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

حفظ اللہ ونفعنا من برکات علومله الشریفه

اللّٰهم صلّ على سيّدنا ومولانا محمّد وعلى آله وصحبه وبارك وسلّم

الجامعة المخدومية الاسلامية

بفیضانِ نظر

حضرت ابوالمحبوب سید مخدوم
اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت اشرف الشائخ
ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی
الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سرپرستِ اعلیٰ

حضرت ابووقار سید صابر اشرف
اشرفی الجیلانی
مدظلہ العالی

ایڈیٹر

حضرت علامہ سید اظہار اشرف
اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

پروف ریڈر

ڈاکٹر سید شہریار اشرف اشرفی
الجیلانی مدظلہ العالی

سب ایڈیٹر

حضرت سید محمد وقار اشرف
اشرف الجیلانی مدظلہ العالی

نگرانی نظامی امور

اسلم اشرفی، محمد احسن اشرفی

انسان اگر خود اچھا ہے تو دوسرے کی برائی اُسے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ حقیقت ہے اور اسی حقیقت کے پیشِ نظر یہ کتابچہ "راہِ علم کا سرچشمہ" اخلاق سے اخلاص تک کے سفر کو یقینی بنانے کے لئے اصلاحی تحریریں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

اس حوالے سے آپ کی رائے ہمارے لئے بہت اہم ثابت ہو سکتی ہے۔

تعارف پیش نظر

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، جس نے اپنی تمام مخلوقات میں سے انسان کو علم کے ذریعہ بہت سی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں، علم کی حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے،انسان ہی کو اس علم کا حقیقی حقدار ٹھہرا کر اس کی رہنمائی کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کی زندگیوں کو پیش کر کیا ہے،انہی مقدس شخصیات کی زندگیوں سے علم کے حصول کے تمام (راستوں) طریقوں کی وضاحت کر دی، تاکہ انسان علم کی فضیلت کو جان کر انسان اس کی عظمت کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ کی ذات کو پہچاننے کی کوشش کر سکے، علم اللہ کے نوروں میں سے ایک نور ہے، یہ ایسے ہی حاصل نہیں ہو جاتا،اس کو حاصل کرنے کے لئے بہت محنت کرنی پڑھتی ہے، تاریخ کے اُورق اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آج تک جس نے بھی اس علم کی حقیقت کو جاننا چاہااوراپنی محنت و مشقت سے اگر علم کی ایک کرن بھی حاصل کرلی تو پھر اُس نے کبھی بھی علم کے بغیر زندگی گزارنے کو پسند نہیں کیا، علم کا حصول نہ آسان ہے اورنہ ناممکن ہے، بلکہ اس راہ پر ہر مشقت کے لئے تیار رہنا پڑھتا ہے، اس راہ پر بہت سی تکالیفیں آتی ہیں، ایسا لگتا ہے کہ علم حاصل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، کوئی اور کام کر لیتا لیکن جب یہ اپنے متلاشی کو حاصل ہوتا ہے تو اُس کے اندر بہت سے کمالات نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں، پھر ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے ، آپ دوسروں کے رہبر و رہنماء بن جاتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس کو حقیقی علم کا ایک قطرہ بھی حاصل ہو جائے تو پھر وہ اپنی پوری زندگی علم کی تڑپ میں ہی گزار دیتا ہے اور جو یہ سمجھ لیتا ہے کہ بس اب مجھے سب کچھ حاصل ہو گیا تو حقیقتاً انہوں نے علم کا ایک قطرہ بھی حاصل نہیں کیا ہوتا، علم حاصل کرنے والے کے اندر خود بخود عاجزی پیدا ہو جاتی ہے، وہ کبھی بھی دوسروں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتا اور نہ دینے میں بخیل ہوتا ہے بلکہ جو بھی اُس سے جس طرح کا سوال کرتا ہے تو اُس کی تذلیل کرنے کے بجائے، اُسے خیر حاصل جواب دینے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی وجہ سے خالق کائنات اُسے علم کے ساتھ ساتھ اپنی حکمتیں بھی عطا فرماتا۔ وہ عظیم خالق و مالک یہ چاہتا ہے کہ انسان علم حاصل کرنے کے لئے اپنے دل میں تڑپ پیدا کرے تو پھر میں اُس کو اپنی بے شمار حکمتوں سے نوازوں گا۔ اُس کو اُس کے حقیقی مقام پر فائز کروں گا، اِس راہ پر انسان کی رہنمائی کے لئے بہت

سے پیغمبروں کو مبعوث فرمایاانہوں نے اُن راستوں پر چلنے کے لئے ہر طریقے کی واضاحت فرمائی۔اللہ رب العزت کے ہر پیغمبر نے علم کی اہمیت کو اپنی اپنی قوموں پر واضح کیااور پھر محسنِ انسانیت حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اس دنیامیں تشریف لاکر تمام عالمِ انسانیت کو یہ بتایا کہ علم کے حصول میں ہی حقیقی کامیابی ہے اور آپ ﷺ نے علم کے حصول کو فرضیت کادرجہ عطافرماکر خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کواس کی خصوصی تربیت بھی دی۔ حضور ﷺ کی زندگی کوئی عام زندگی نہیں تھی بلکہ اِس زندگی کاایک ایک لمحہ حکمت و معرفت کاوہ سمندر ہے، جس سے علم کے بہت سے اہم گوہر بآسانی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔انبیائے کرام علیہم السلام اور بالخصوص نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ نے انسان کو ایسی زندگی گزارنے کاطریقہ سکھایاہے کہ جس پر چلتے ہوئے ہر انسان بہت سے علوم نہ صرف حاصل کر سکتاہے بلکہ اُن سے فیضیاب ہو کر عالمِ انسانیت کو اُس سے بہت سے فوائد پہنچاسکتاہے۔

آج ہمارے معاشرے کاالمیہ یہ ہے کہ علم تو موجود ہے لیکن علم کاجو کمال اور فیض ہو تا تھا،وہ کہیں بھی نظر نہیں آتا،وہ استاذ جن کا اندازِ تدریس کچھ اس طرح کا تھاکہ جو بھی اُن کی کلاس(یعنی درس گاہ) میں بیٹھتا تھاتواُس کے دل میں علم کی تڑپ اور چاہت پیدا ہو جاتی تھی۔ہمیں تاریخ میں ایسے بھی لوگوں کے بارے میں پڑھنے کاموقع ملاکہ جوغریبی کی حالت میں تھے لیکن وہ علم کے حصول کے لئے بے چین رہتے تھے۔علم کی طلب میں ایک شہر سے دوسرے شہر تک کاسفر کرتے تھے،ایک ایکSubjectیعنی مضمون پڑھنے کے لئے کئی کئی میل کافاصلہ طے کرتے تھے۔جس کاصلاح انہیں یہ ملاکہ آج تک اُنہی لوگوں کی محنت سے اَخذ کیے ہوئے علم سے دنیافائدہ اُٹھارہی ہے۔اُن کے کتابوں پر تحقیق ہورہی ہے۔علم ایک ایساخزانہ ہے کہ یہ جس کے پاس ہو تا ہے تووہ بندہ زمانوں تک زندہ رہنے والابن جاتاہے،زمانوں تک لوگ اُس کے علم سے استفادہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔

علم کاحصول ہر انسان کے لئے ممکن ہے،خالقِ کائنات نے اسے اپنے کسی خاص بندوں، طبقوں یاپھر کسی خاص علاقے کے لئے پیدا نہیں کیابلکہ اس علم کو ہر انسان کے لئے خاص دیاگیاہے اگرانسان اس کی اہمیت کو جانے اور اس کو سمجھنے کی کوشش کرے توکہاں سے کہاں پہنچ سکتاہے۔ہر انسان کے اندر اس "علم"کو حاصل کرنے کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں،کچھ لوگ اپنے وقت کو ضایع کرنے کی وجہ سے اِن صلاحیتوں کو بے کار بنادیتے ہیں اور ناکام ہو جاتے ہیں،انہی لوگوں میں سے کچھ لوگ اپنے وقت کی اہمیت کو جانتے ہیں اوراپنے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔انسان جب جہاں اور

جس وقت بھی اپنی اِن صلاحیتوں کو جان جاتا ہے، اُن کی حقیقتوں کو پہچان لیتا ہے تو وہ اِن کو دنیا کی سب سے بڑی طاقت سمجھتا ہے اور پھر وہ اِن پر کام کرتا ہے اور اِن کے حسن سے اپنی زندگی کو بھی آرادہ بناتا ہے اور دوسروں کو بھی اُس سے آرام پہنچاتے رہتے ہے۔ ایسے لوگوں کی ایک یہ بھی خاصیت ہوتی ہے کہ اپنے مقصد کا تعین کرتے ہیں، اور اُس کے حصول کی تگ ودو میں لگ جاتے ہیں، وہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ دنیا اُنہیں کچھ کہتی رہے کہ یہ راستہ بہت مشکل ہے، بہت تکلیف دہ ہے لیکن وہ کسی کی بات بھی سُننے کو تیار نہیں ہوتے، اُن کی نظر اپنے مقصد پر ہوتی ہے، وہ دن رات اس کے حصول کے لئے اپنی کوشش کو جاری رکھتا ہے اور پھر ایک دن وہ ایسے کامیاب ہوتے ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ پھر ہر کوئی اُس کے پاس بیٹھنا چاہتا ہے، اُس سے ملنا چاتا ہے، اُس سے پڑھنا چاہتا ہے، خالقِ کائنات اُسے علم حاصل کرنے پر بے شمار عزتوں سے نوازتا ہے۔ علم کی یہ شان ہے کہ یہ اپنے حاصل کرنے والے کو کبھی کسی کا محتاج ہونے نہیں دیتا۔ وہ لوگ جو حقیقت میں علم کے طالب ہوتے ہیں، اُن کی صرف ایک فکر اور تمنا ہوتی ہے کہ انہیں علم حاصل کرنا ہے، پھر انہیں کوئی بھی مشکل، مشکل نہیں لگتی، کوئی بھی تکلیف، تکلیف نہیں لگتی۔ زندگی کے ہر حالات کا سامنا وہ بآسانی کر جاتے ہیں، ایسے لوگ ایک الگ ہی شخصیت کے مالک ہوتے ہیں، اُن کے اندازِ زندگی میں آسائشوں کا کوئی تصور ظاہر نہیں ہوتا اگر کسی وجہ سے انہیں کوئی آسائشیں مل بھی جائیں تو وہ اُن آسائشوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور ضرورت کے وقت اُس سے فائدہ اُٹھا لیتے ہیں۔ اُن کی ساری توجہ اپنی صلاحیتوں پر کام کرنا، بار بار کام کر کے اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنا ہوتی ہے، وہ زندگی کے کسی بھی میدان میں اپنی ناکامی سے گھبراتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اُس میدان کو چھوڑتے ہیں بلکہ بار بار کوشش کر کے آخر کار کامیابی حاصل کر ہی لیتے ہیں۔ انسان کی صلاحیتیں وہ عظیم دولت ہے کہ اگر یہ نکھر جائیں تو پھر دنیاوی دولت خود بخود اس کے پیچھے آتی ہی رہتیں ہیں، دنیا اُس کے ایک ایک پروگرام کے لئے کڑوروں روپے دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ تاریخ میں ایسے بھی لوگ گزرے ہیں کہ جنہوں نے اپنی صلاحتیوں پر اتنا کام کیا، اتنا کام کیا کہ پھر وہ ایک دن معاشرے کی ضرورت بن گئے۔ معاشرہ کسی بھی قیمت پر اُن کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔ حقیقتاً یہی وہ امیر لوگ ہیں، جن کے پاس دولت کبھی ختم نہیں ہوتی تو حقیقت میں انسان کی اصل دولت اُس کی اپنی صلاحیتیں ہیں، جن کو علم کے نور سے مزین کرنا اخلاص کے ساتھ اُسے دنیا کے سامنے پیش کرنا، دنیا اور آخرت کی کامیابی ہے۔

اس رسالہ میں ہم نے انسان کی سوچ کو اس حقیقت سے آگاہی دینے کی کوشش کی ہے کہ انسان کی اصل مقام علم کے حصول میں پوشیدہ ہے اور اُس کی اصل دولت اُس کی اپنی صلاحیتیں ہیں اور وہ حقیقی کامیابی چاہتا ہے

تو اُسے اپنے علم کو فائدے مند بنانے کے لئے ہمہ وقت اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا کام کرنا ہے۔ "الحمد اللہ" یہ رسالہ تمام انسانیت کی اصلاحی خدمت کے لئے اخلاصِ نیت سے دن رات اپنی محنت آپ کے خدمت میں پیش کررہاہے، اگر اس میں کوئی بھی کمزوری آپ کی نظر سے گزرے تو ہم اپنی اصلاح پر آپ کے بے انتہاء شکر گزار ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو جاننے اور پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاک پائے مخدوم سمنانی
ابوسلطان سید اظہار اشرف الجیلانی
1/Jan/2023

راہِ علم کا سر چشمہ

کمپوزنگ: محمد عبد القادر اشرفی

(معاون حضرات)

- محمد طاہر خان
- محمد جہانزیب اشرفی
- محمد کامران قادری

فہرست

عظمت قرآن

از قلم: ادارہ

آج کرہِ ارضی پر بسنے والے انسانوں کی غالب اکثریت اُصولاً اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اس کارخانہ حیات کا ایک بنانے والا ہے جو خود ہی اس کا چلانے والا ہے۔ اور یہ کہ اُس خالق و مالک نے کائنات کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ شئے بھی بے کار اور بے مقصد پیدا نہیں کی، انسان نے کائنات کی بے شمار چیزوں کے مقصدِ تخلیق پر توجہ دے کر اپنے علوم کو تو کہیں سے کہیں پہنچا دیا، لیکن عجیب بات یہ ہے کہ خود اپنے مقصدِ تخلیق کے بارے میں وہ غافل رہا ہے، قرآن مجید فرقان حمید اپنے اندر تمام انسانیت کے لئے واضح اور مکمل ہدایت کے ایسے اُصول رکھتا ہے کہ جس سے ہر انسان اپنی زندگی میں اپنے مقاصد کا بآسانی تعین کر سکتا ہے، اس کے اُصول و قوانین ہر معاشرے کی فلاح و بھلائی کے لئے کافی ہیں، انسان اپنی زندگی میں غفلت کے جال میں پھنس کر اس طرف توجہ نہیں دے پاتا، جس کی وجہ سے اکثر لوگ بے معنی اور بے مقصد زندگی گزارتے ہوئے نظر آتے ہیں اور ایسے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید اللہ کے آخری کتاب ہے اور مکمل ضابطہ حیات لیے ہر کسی کو کامیابی دلانے کے لئے ہمہ وقت اپنی طرف بلا تا رہتا ہے۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو قرآن پاک کو صبح و شام پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اگر کسی وجہ سے پڑھ نہ سکیں تو اس عظیم کتاب کو دیکھنا اپنے اُوپر لازم کر لیتے ہیں۔ اس فائدہ صرف کو ہی نہیں پہنچتا بلکہ اُس کے ساتھ رہنے والے لوگ بھی قرآن کریم سے تعلق کو قائم کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کلام سے ہمہ وقت تعلق کو قائم کرنے کی توفیق رطا فرمائے۔ آمین

تم کام سے محبّت کرو کام تم سے محبّت کرے گا

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

اس مختصر سی زندگی میں کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کو انسان اکثر اہمیت نہیں دیتا، نہ کسی کی طرف سے ہمیں اُن کی اہمیت کے بارے میں کچھ بتایا جاتا ہے اور نہ اُن کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، اکثر لوگ ایسے ہی بڑے ہو جاتے ہیں، اور جب بڑے ہو کر اُن کو کچھ کرنے کا موقع ملتا ہے تو گھبرا جاتے ہیں، پریشان ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے معاشرے میں سے کوئی اگر کچھ کرنا بھی چاہے تو وہ یہ سوچتے ہوئے خاموش رہتا ہے کہ اگر میں نے اس کے لئے کوئی ہمدردی بھی کرنے کی کوشش کی تو یہ تو اُلٹا میرا نقصان ہی کر دے گا یا پھر میری وجہ سے معاشرے میں کام کرنے والوں کی راہ میں رُکاوٹ بن جائے گا۔ اس کو ابھی معاشرے کی ٹُھوکرے کھانے دو، اس کو ابھی معاشرے کا سامنا کرنے دو، اس کو خود ہی اندازا ہو جائے گا کہ کس طرح زندگی گزاری جاتی ہے؟۔ کیسے اپنی زندگی کو کارآمد بنایا جاتا ہے؟۔ کسی بھی انسان کی تربیت بچپن کے زمانے سے ہی ہوتی ہے، بچپن کا زمانہ گزرنے کے بعد انسان اپنے والدین کی بھی بات ماننے کو تیار نہیں ہوتا، دوسرے کی رہنمائی کیسے تسلیم کر سکتا ہے؟۔ اسی لئے اکثر لوگ اُس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر کیا ہوتا ہے؟۔ اُس بیچارے کی پوری زندگی ٹُھوکرے کھاتے ہوئے اور اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے گزر جاتی ہے۔

اکثر وہ لوگ جن کے پاس دولت، عزت اور شہرت جدی پشتی چلی آ رہی ہوتی ہے وہ لوگ نہ سمجھی میں اپنی اولاد کو پیار و محبت، آسائش و آسانیوں سے اس قدر نواز دیتے ہیں کہ وہ پھر اس کی عادی ہو جاتے ہیں، پھر اُن کے بچے ہر جگہ یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم سے ہمارے ماں باپ جیسی محبت کی جائے گی لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا، انسانی معاشرہ صرف اُس شخص کو عزت و احترام دیتا ہے جو معاشرے کو کچھ نہ کچھ دے رہا ہو، وہ شخص جس میں کچھ کرنے کی صلاحیت ہی نہ ہو تو وہ معاشرے کو کیا دے گا وہ تو خود اپنے لئے کچھ نہیں کر سکتا بلکہ اپنے کام کروانے کے لئے بھی دوسروں کا محتاج رہتا ہے۔

پیدائش سے ہی انسان کو کچھ ایسی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس میں اُس کو یہ بتایا جائے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو انسانی زندگی پر اپنا گہرا اثر رکھتی ہیں، جن کے بدولت انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اُن میں سے سب سے اہم چیز اپنے اندر کام کرنے کی عادات پیدا کرنا ہے۔ ہر انسان کے اندر بے شمار خصوصیات موجود ہیں، انہیں جاننا ہوتا ہے اور جب انسان اپنے اندر کام کرنے کی عادات پیدا کرنے کی

کوشش کرتا ہے تو انسان کے اندر جو بہترین سے بہترین خاصیتیں ہیں، وہ نکھر نکھر کر اُس کے سامنے آتیں ہیں اور اپنے کمالات کو ظاہر کرتی ہیں جس سے دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کام کرنے والے، کام سے محبت کرنے والے ہر جگہ اپنا مقام آسانی سے حاصل کر لیتے ہیں اور معاشرے میں اُن کی اہمیت بڑتی چلی جاتی ہے۔ کام کرنے کی عادت ایک ایسی مقناطیسی قوت ہے جو اپنی کشش سے ہر ایک کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی ہے۔

اس بات کا ہر والدین، استاد، رہبر اور رہنماء کو علم ہونا چاہیے کہ کام کرنے کی عادت ہونا ہر انسان کے لئے کتنا ضروری ہے۔ اکثر کچھ لوگ اپنے بچوں کی طرف سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ آج کل کے بچے سیکھنے والے ہی نہیں ہیں، اِن کو استاد کا ادب کرنا ہی نہیں آتا، وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ یہ میرا اپنا مشاہدہ اور تاریخ کا مطالعہ ہے کہ اگر سکھانے والے صحیح سکھا رہے ہو تو سیکھنے والے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں، (الحمد اللہ ہمیں ایسے بھی استاد ملے جن کے درس سے ہمیں اُٹھنے کا دل نہیں چاہتا تھا، ہم Extra Time میں بھی اُنہیں اپنی کلاس میں بلا لیتے تھے اور اُن سے بہت سی چیزیں سیکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اسی طرح اگر سیکھنے والے موجود ہو اور اپنے اندر سیکھنے کی تڑپ رکھے ہو تو سکھانے والے مل ہی جاتے ہیں، کائنات کی ہر چیز اُسے علم عطا فرماتی ہے۔ اللہ نے ہماری زندگی کو بہت حسین بنایا ہے، اس حُسن سے اپنی زندگی کو خوب روشن کریں، اور یہ صرف اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے سے ہی ممکن ہے۔

آج ہماری تنزلی کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم کام کرنا نہیں چاہتے، ہمارے اندر کی سُستی ہمیں دوسروں کے لئے کام کرنا تو دور کی بات ہے اپنا بھی کام کرنے نہیں دیتی، ہمیں خود سے اس حوالے سے اپنی کمزوری کو دور کرنا ہو گا اور اپنے اندر محنت سے کام کرنے کی عادت پیدا کرنی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ کام کی برکت سے ہمیں اس دنیا میں بھی کامیابی ملے گی اور آخرت میں بھی ہم اللہ کے بہت سے انعامات کے مستحق ٹھہرائے جائے گے۔

"آپ کام سے محبت کریں کام آپ سے محبت کرے گا"

توجہ سے کام کرنا انسان کے کام کو اہم کر دیتا ہے

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

دنیا میں آپ کام کوئی سا بھی کریں اُس کام کا حسن آپ کی توجہ سے ہی ظاہر ہوتا ہے، مثلاً آپ نے کوئی کام سرانجام دیا اور توجہ سے نہیں کیا بلکہ ایسے ہی کر لیا تو اُس کام میں کئی اغلاط ہو سکتی ہیں اور ایک کام ایسا ہے جس کو آپ نے توجہ سے کیا اور اُس کو کرنے کے بعد آپ نے ایک دفعہ دوبارہ دیکھ لیا تو یقیناً آپ کا کام پہلے کام کے مقابلے میں زیادہ اچھا ہو گا۔

انسان جو بھی کام توجہ سے کرے تو اس کام میں اُس کی بہت سی صلاحیتیں ظاہر ہوتی ہیں، اُس کا کام صرف اُس کے لئے ہی نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی اہم بن جاتا ہے، اسی لئے کام کی ہی وجہ سے کرنے والے کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اکثر جگاہوں پر کام کی نوعیت کو دیکھ کر ہی کام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی ادارہ یہ نہیں چاہتا کہ وہ کسی بیکار آدمی کو اپنے ادارے میں رکھ کر اپنا نقصان کرے، اسی لئے وہ انٹرویوں کے ذریعہ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ آیا یہ شخص اس کمپنی کے لائق بھی ہے یا نہیں۔ کام کا معیار اس بات کی بھی وضاحت کرتا ہے کہ اس کام کو کتنی اہمیت دی گئی ہے، عموماً انسان کو جس کام کا شوق ہوتا ہے تو انسان اس کام کو بڑی دلچسپی سے کرتا ہے لیکن اُس کام کو توجہ سے کرنا سیکھنا ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی میں بہت سے کام کرنے کے مواقع آتے رہتے ہیں لیکن اپنی لاپرواہی کی وجہ سے وہ اِن بہترین سے بہترین مواقع کو ضائع کر دیتا ہے، پھر بعد میں اُسے احساس ہوتا ہے یہ کیا ہوا؟ میں نے ایسا کیوں کیا؟۔ کاش میں ایسا نہیں کرتا۔ لیکن جن لوگوں میں اپنے کام کو توجہ سے کرنے کی عادت ہوتی ہے تو ہر جگہ اُن کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ دنیا کا کوئی بھی کام چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا انسان کی توجہ کا محتاج ہوتا ہے۔

پاکی ذہانت کو بڑھانی میں اہم کردار ادا کرتی ہے

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

ذہن انسان کو خالق کائنات کی طرف سے دیا ہوا وہ Organ (آلہ) ہے، جس کے ذریعہ انسان سوچتا ہے، فکر کرتا ہے، اچھی اور بُری چیز کو سمجھ کر عمل میں لاتا ہے۔ زندگی کو گزارنے کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس لئے اس کا انسانی زندگی پر بڑا گہرا اثر ہوتا ہے۔ زندگی اچھی ہے یا پھر بُری اس میں بھی اُس کا بڑا عمل دخل ہے۔ انسانی ذہن کی نشوونماء پر بہت سی تحقیقیں سامنے آچکیں ہیں، آج مسلم و غیر مسلم سب یہ جان چکے ہیں کہ انسانی ذہن پاکی کے ماحول میں بڑی زبردست نشوونماء پاتا ہے اور ناپاکی کے ماحول میں اس کی نشوونماء پر بھی فرق پڑتا ہے اور اس کی کارکردگی بھی خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ناپاکی سے انسانی ذہن شخصیت پر بھی بہت بڑا اثر ڈالتا ہے اور معاشرے میں بھی اس کے بڑے اثرات نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

اسلام انسان کی جسمانی پاکی کے ساتھ روحانی پاکی پر بھی بہت زور دیتا ہے (یعنی جس طرح ایک اچھی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ اچھے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے جائیں، اسی طرح ضروری ہے کہ بُری سوچ سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے، یہ بُری صحبت اور بُری سوچ، بُرے دوست اور برے تعلقات سب سے پہلے انسانی سوچ کو گندہ کرتے ہیں اور پھر اس سوچ کے اثرات انسان کی اپنی شخصیت پر نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں کیونکہ بُری سوچ کی ہی وجہ سے آپ کے ذہن کی بہت سی صلاحیتیں ختم ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرنے میں دل نہیں لگتا، سُستی غالب رہتی ہے، کچھ یاد نہیں ہتا اور کچھ کرنا چاہوں تو کچھ کر نہیں پاتا وغیرہ وغیرہ۔

چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے ہمیں سچائی، ایمانداری، اخلاق و خلوص کے ایسے کرشمے دکھائے جس سے انسان یہ ماننے پر امادہ ہو گئے کہ حقیقی انسانی زندگی تو یہ زندگی ہے، حقیقت یہ تھی کہ اِن تمام اوصافِ حمیدہ سے انسان نے اپنے اپنے ذہن کو پاک رکھا جس کی وجہ سے پاک خیالات زہن میں پیدا ہوئے اور یوں انسان نے ترقیاں کرنی شروع کر دیں، یہ وہ عظیم اوصاف ہیں جن کے ذریعہ انسانوں ہی میں سے بہت سی شخصیات نکھر نکھر کر سامنے آئیں اور دنیا کو حیران کر دیا، اِن تمام اوصاف سے رسول اللہ ﷺ نے انسانوں میں یسے شعور کو زندہ کیا جن کی حکمتوں سے دنیا کی کوئی قوم مقابلہ نہیں کر پائی، لیکن انسانوں میں سے وہ لوگ جو انسانیت کے دشمن ہیں وہ کبھی بھی انسان کو عروج کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے۔ اُنہوں نے انسان کو اس کامیابی سے روکنے کے

لئے انسان کے اندر سے ان تمام اوصاف کو ختم کرنے کی کوشش کی اور وہ یہ جانتے تھے کہ انسان کو بُرائی کی طرف دعوت دی جائے۔ جب انسان کا برائی کی طرف دل لگی گا تو اچھائی سے وہ خود بخود دور ہو جائے گا اور پھر یہی ہوا۔ بُرائی کی دعوت کو عام کرنے کے لئے دنیا میں ہر وقت ہر جگہ ہر سہولت موجود ہے۔ آپ فری میں بے حیائی و عروانیت سے کسی بھی ٹائم لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے ایمان والے ایمان کے نور سے محروم ہو کر مایوسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

اللہ ہمیں اپنے ذہن کی ہر طور و طریقے سے حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرماں۔ آمین

بہترین کام سچائی اور ایماندار سے ہی ممکن ہے

از قلم: ادارہ

اس دنیا میں انسانی تاریخ بڑی دلچسپ اور نمایہ ہے، جب سے انسان اس دنیا میں آیا ہے اُس دن سے لیکر آج تک انسان نے بہت سے کام سر انجام دیے ہیں۔ اُن میں سے جن کاموں سے انسان کو فائدہ حاصل ہوا اور دائمی کامیابیاں ملی ہیں، اُن کاموں پر اگر غور کیا جائے تو وہ سچائی اور ایمانداری سے ہی ہوئے نظر آتے ہیں۔ سچائی اور ایمانداری انسان کے کاموں کا حسن ہے، اسی سے انسان کے کاموں کی شان بڑھتی ہے، اسی سے انسان کے کاموں میں ایک دائمی زندگی پیدا ہوتی ہے، انسانی مزاج ایسے کاموں کو نہ صرف پسند کرتا ہے بلکہ انسان کو اپنانے کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ ہر انسان اُن کاموں کو ترجیح دیتا ہے جن میں بہتری نمایہ ہو، اور یہ صرف سچائی اور ایمانداری سے ہی ممکن ہے۔ آج دنیا میں وہ لوگ جو سچے اور ایماندار ہیں دنیا اُن کو پسند کرتی ہے۔ اُن کے افکار سے بھرپور فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ اُن کے پاس بیٹھنے کو پسند کیا جاتا ہے۔

آج دنیا میں یہ دھوکہ بہت عام ہوتا چلا جا رہا ہے کہ سچائی اور ایمانداری سے کاروبار کرنا مشکل ہے، نہیں کیا جاسکتا، حالانکہ جس رسول ﷺ کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں، جس رسول ﷺ پر ہم ایمان لاتے ہیں، جس نبی ﷺ کا امتی ہونے کا ہم دعویٰ کرتے ہیں، اُن کی سیرت مبارکہ میں واضح سچائی اور ایمانداری کا حسن نظر آتا، جب لوگ آپ سے جھوٹ بولتے تھے، امانت میں خیانت کرتے تھے لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سے، کسی موقع پر بھی سچائی اور ایماندار کے اوصافِ حمیدہ کو نہیں چھوڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ آپ ﷺ کے جانی دشمن تھے ، آپ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ ﷺ کی ہر بات کو سُنا پسند کرتے تھے۔ آج بھی اگر بہتری چاہتے ہو تو سچائی اور ایمانداری کو اپنے ہر کام میں لازم کرنا ہوگا۔ یہی انسانی زندگی کی کامیابی کے واضح اور مدلل کامیاب راستے ہیں۔

ہماری زندگی بہت سی معلومات کی محتاج ہے

از قلم: ادارہ

اس دنیا میں ہمیں اچھے سے زندگی گزارنے کے لئے بہت سی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ انسان کو زندگی میں بہت سی چیزوں کے ساتھ زندگی گزارنا پڑتی ہے، اگر انسان اُس چیز کے بارے میں جانتا ہو تو اُس چیز کے ساتھ زندگی گزارنا اُس کے لئے بہت آسان ہو جاتا ہے، وہ بغیر کسی تکلیف یا مشکل کے بآسانی اُس کے ساتھ زندگی گزار لیتا ہے۔ اسی لئے انسان جہاں پر، جس جگہ پر رہتا ہے، اُس جگہ کے بارے میں معلومات رکھے بغیر انسان کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کا اندازہ ہر انسان خود لگا سکتا ہے۔

خالقِ کائنات کا انسان پر بے انتہاء کرم ہے کہ کچھ معلومات انسان معاشرے سے خود ہی حاصل ہو جاتی ہیں اور کچھ معلومات حاصل کرنے کے لئے اُسے غور و فکر کرنا پڑھتا ہے۔ معلومات انسان کے لئے ایک ایسا راستہ ہے کہ جس پر چل کر ہر انسان اپنے آپ کو بہت سی محتاجی سے محفوظ کر لیتا ہے۔

انسانی زندگی کا دائرہ صرف کچھ محدود معلومات سے ہی مکمل نہیں ہوتا بلکہ انسان کو اپنی پوری زندگی ہی معلومات کے حصول کے لئے صرف کرنے پڑھتی ہے، جب ہی وہ اپنی زندگی میں کچھ کر پاتا ہے۔ انسان کی زندگی میں معلومات کے بہت سے ذرایع ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی سستی کی وجہ سے انہیں فراموش کر دیتا ہے، اُن کو کوئی اہمیت نہیں دیتا، جس کی وجہ سے اُس کی زندگی کا بیشتر وقت یوں ہی گزر جاتا ہے اور اُس کو احساس تک نہیں ہوتا۔

انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مطالعہ کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرے۔ کیونکہ اس عمل سے انسان کم وقت میں اپنی بہت سی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے۔

وقت کی تخلیق

از قلم: ادارہ

انسان نے وقت کی اہمیت اور قدر کو جان کر بہت سی ترقیاں حاصل کیں ہیں، وقت کو صحیح استعمال کرکے بڑی سے بڑی منزلیں طے کیں ہیں اور اپنی منزلِ مقصود تک پہنچاہے۔ لیکن وہ لوگ جو وقت کو ضائع کردیتے ہیں، اور اُن کو احساس تک نہیں ہوتا تو پھر وقت اُنہیں ضائع کردیتاہے، برباد کردیتاہے، کوئی بھی انسان وقت کے دائرے سے آزاد رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا، وقت کو جاننا، وقت کو سمجھنا، وقت کی حقیقت تک پہنچنا ہر انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے انسان یہ جاننا چاہتاہے کہ وقت کی تخلیق کب کی گئی؟۔ یعنی اللہ رب العزت نے وقت کو کب تخلیق فرمایا علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری (المتوفی:310ھ) لکھتے ہیں: عن رسول الله ص أن الشمس والقمر خلقا بعد خلق الله أشياء كثيرة من خلقه، وذلك أن حديث ابن عباس عن رسول الله ص ورد بأن الله خلق الشمس والقمر يوم الجمعة فإن كان ذلك كذلك، فقد كانت الأرض والسماء وما فيهما سوى الملائكة وآدم مخلوقة قبل خلق الله الشمس والقمر، وكان ذلك كله ولا ليل ولا نهار، إذ كان الليل والنهار إنما هو اسم لساعات معلومة من قطع الشمس والقمر درج الفلك. وإذا كان صحيحا أن الأرض والسماء وما فيهما، سوى ما ذكرنا، قد كانت ولا شمس ولا قمر كان معلوما أن ذلك كله كان ولا ليل ولا نهار.

(علامه ابي جعفرمحمدبن جريرالطبری، تاريخ الطبري، ج:1، ص:25، الناشر: دار التراث، بيروت، 1387 هـ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شمس و قمر کی پیدائش سے پہلے ہی بہت سی چیزوں کو پیدا فرمادیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ شمس و قمر کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا، اور

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن لیل ونہار کی ساعات کو پیدا کیا گیا، اور ان سے پہلے آسمان وزمین، شجر وحجر، چرندوپرندوجبال اور پانی وغیرہ بہت سی چیزیں پیدا ہو چکی تھیں لہذا ثابت ہوا کہ یہ سب چیزیں موجود تھیں لیکن لیل و نہار موجود نہیں تھے اورزمانہ چونکہ لیل و نہار کی ساعات کا نام ہے۔ سو یہ کہنا درست ہے کہ تخلیق زمانہ سے قبل بہت سی چیزیں تخلیق ہو چکی تھیں اور اسی کا اثبات یہاں مقصود ہے۔

(علامہ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخِ طبری،(مترجم:ڈاکٹر محمد صدیق ہاشمی)،ج:1،ص:27، مطبوعہ: نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی،2004ء)

یعنی وقت کی پیدائش سے پہلے ہی دنیا کی بہت سی چیزیں پیدا ہو چکیں تھیں۔ اس کے بعد وقت کی تخلیق کی گئی تو پھر قوت کی قدر کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔

علم کا مقام

از قلم: ڈاکٹر غلام قادر لون

مذاہبِ عالم میں اسلام وہ واحد دین ہے جس کا آغاز ایک ایسے پاکیزہ لفظ سے ہوا ہے جو دین و مذہب، علم و فن اور تہذیب و تمدن کی اساس ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ یہ ہے۔

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَ‌ۚ‏ ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ‌ۚ‏ ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَرَبُّكَ الۡاَكۡرَمُۙ‏ ﴿۳﴾ الَّذِىۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِۙ‏ ﴿۴﴾ ﴿العلق: 1۔4﴾

"پڑھیے اپنے رب کے نام سے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے بنایا۔ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے۔ جس نے علم قلم کے ذریعہ سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم عطا فرمایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

تاریخ پر غور کیجیے لفظ "اقراء" ہی سے عقل کا بازار روشن رہا ہے۔ والدین بچے کو تعلیم دلانے کے لیے مکتب میں بٹھاتے ہیں تو استاد سب سے پہلے بچے کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے "اقرا" (پڑھ) گویا جس لفظ سے خاتم النبیین ﷺ کی نبوت کا آغاز ہوا ہے، اس سے فرد کی علمی زندگی بھی شروع ہوتی ہے۔ پہلی وحی کی ان چار آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ انسان کے ساتھ ہی قلم اور علم کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ العلق کی ان چار آیتوں کے بعد رسول اللہ ﷺ پر اس سے متعلق نازل ہونے والی وحی، جس میں بھی قلم اور تحریر کا بیان ہے۔ اس سورت کا ایک نام "القلم" ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے آلہ تحریر اور عملِ تحریر دونوں کی قسم کھائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُوۡنَۙ ﴿القلم: 1﴾

"ن قسم ہے قلم کی، اور اس چیز کی جو وہ لکھتے ہیں۔"

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے قلم کی قسم کھائی ہے اور اس کے ساتھ ہی لکھنے کے عمل کی بھی قسم کھائی ہے۔ علم اور تعلیم سے متعلق دوسری چیزوں کا بھی ذکر قرآن میں آیا ہے۔ قلم کے عمل سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ کتاب ہے۔ قرآن میں کتاب کا لفظ اپنی دوسری اشتقاقی صورتوں کے ساتھ بکثرت استعمال ہوا ہے۔ سورۃُ الانعام میں قرطاس اور اس کی جمع قراطیس کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ علم کا لفظ دوسری اشتقاقی صورتوں کے ساتھ ۷۷۸ مرتبہ آیا ہے، جس سے علم کی اہمیت اور عظمت عیاں ہوتی ہے۔

قرآن نے اپنے پیرو کاروں کو قول و عمل سے پہلے علم حاصل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ فرمایا:

فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ﴿محمد19﴾

"پس آپ کو علم ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

اس آیت میں علم کو قول اور عمل پر اولیت دینے کی تلقین کی گئی ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے اور اس پر عمل کرنے سے پہلے علم حاصل کیا جائے۔ قرآن نے علم کو باعث فضیلت قرار دیتے ہوئے اہلِ علم کی بلندی درجات کا تذکرہ بھی کیا ہے:

یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿المجادلة:1﴾

"اللہ تعالیٰ تم میں ایمان والوں اور ان لوگوں کے جن کو علم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔"

علم ایک ایسی نعمت ہے جس سے انسان کے اندر حق اور باطل کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی شخصیت میں نکھار آتا ہے اور غور و فکر کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ زیادتی علم کی دعا مانگیں۔ ارشاد فرمایا:

وَلَا تَعۡجَلۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّقۡضٰۤی اِلَیۡكَ وَحۡیُهٗ ۫ وَقُلۡ رَّبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا ﴿طه: 114﴾

"آپ قرآن (کے پڑھنے) میں جلدی نہ کیا کریں قبل اس کے کہ اس کی وحی آپ پر پوری اتر جائے، اور آپ (رب کے حضور یہ) عرض کیا کریں کہ اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھادے۔"

رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے علم کی فضیات بیان فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ بعض دفعہ علم کو عبادت، بلکہ کچھ موقعوں پر اسے عبادت سے افضل بھی قرار دیا گیا ہے۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے اشاعتِ علم کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ جنگِ بدر میں گرفتار کیے گئے قیدیوں سے زرفدیہ لینا طے ہوا۔ قیدیوں میں سے کچھ لوگ زرفدیہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں سے کہا گیا کہ وہ مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں اور رہا ہو کر واپس چلے جائیں۔ اُن لوگوں نے یہ شرط قبول کی۔ جنگی اور سیاسی حکمتِ عملی کو مدِ نظر رکھا جائے تو یہ اقدام کسی طرح خطرات سے خالی نہ تھا۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے۔ جنگ ہار گئے تھے۔ اُنھیں تعلیم دینے کی ذمہ داری سونپنا خطرے کو دعوت دینا تھا لیکن علم ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کے لیے بڑے سے بڑا خطرہ بھی مول لیا جاسکتا ہے اور خُود رسول اللہ ﷺ نے اس

کی مثال قائم فرمائی ہے۔ اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صحیح بخاری میں "کتاب الوحی" اور "کتاب الایمان" کے بعد "کتاب العلم" کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے علم کو عبادت سمجھ کر اس کی ترویج واشاعت میں دور دراز علاقوں کے سفر کیے۔ خلافت اسلامیہ میں صحابہ کی ایک بڑی تعداد اسلامی قلمرو کے مختلف شہروں میں فروکش ہوئی۔ انھوں نے پوری ذمہ داری اور دیانتداری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے آثار و سنن کو دوسرے لوگوں تک پہنچایا۔ ان کے شوقِ علم کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے صرف ایک حدیث سننے کے لیے ایک ماہ کا طویل سفر طے کیا تھا۔ یہ تنہا ایک واقعہ نہیں بلکہ احادیث و آثار کا علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا خلافت راشدہ اور اس کے بعد والے ادوار میں معمول بن گیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (۴۰ق ھ-۲۳ھ / ۶۶۳-۵۸۲ء) کے دورِ خلافت میں ایک آدمی شام سے مدینہ چلا آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے مدینہ آنے کا سبب دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ میں تشہد سیکھنے آیا ہوں۔ جواب سنکر حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمایا: واللہ مجھے اُمید ہے اللہ تعالیٰ تم کو عذاب نہ دے گا۔ انھی مساعیٔ جمیلہ کا ثمرہ تھا کہ آثار و سنن کی ترویج شہر شہر، قریہ قریہ اور گھر گھر ہوئی اور پھر اسی سرچشمہ فیض سے علومِ اسلامیہ کی ہزارہا نہریں جاری ہو گئیں۔

علوم شرعیہ کی نشر و اشاعت میں مسلمانوں نے جس جانفشانی، عرق ریزی اور دیدہ وری کا مظاہرہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مگر یہ اِن کا دینی فریضہ تھا اور جس کی پشت پر خدمتِ دین کا جذبہ بھی کارفرما رہا ہے۔ اَجر و ثواب اور رضائے الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر اگر مسلمان علومِ شرعیہ کی خدمت کرنے میں تن من کی بازی لگاتا ہے تو اس میں کوئی حیرانی کی بات بھی نہیں، حیرت اس پر ہے کہ مسلمانوں نے دنیاوی علوم میں بھی اسی دیدہ وری تحقیق و تفتیش اور ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے جو علومِ دینیہ کے لیے خاص تھی۔ تاریخ، جغرافیہ حیاتیات، کیمسٹری، فزکس، طب، ہیئت اور ریاضی جیسے علوم میں مسلمانوں کے شاندار کارناموں کو پڑھ کر عقل چکرا جاتی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مستشرقین نے ہمارے اسلاف کے روشن کارناموں پر ازراہِ عناد صد بادبیز پردے ڈال رکھے ہیں مگر روشنی کی جو چند کرنیں اِن پردوں کو چیر کر باہر آ رہی ہیں بجائے خود رشکِ آفتاب ہیں۔

(ڈاکٹر غلام قادر لون، مسلمانوں کے سائنسی کارنامہ، مطبوعہ: مڈوے پرنٹرز، ادارہ معارف اسلامی، پاکستان، 2020ء، ص:22)

https://jmiashrafia.blogspot.com/2023/08/58.html

مطالعہ کے فوائد

از قلم: حضرت ابوالوقار سیدہ نازنین اشرف جیلانی

مطالعہ کرنے کا ایک یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ اُس کو کوئی غلط معلومات سے گمراہ نہیں کر سکتا۔ مطالعہ کی عادت ہے جس سے علم کے حصول کے راستے آسان ہو جاتے ہیں، ترقی یافتہ اقوام نے بھی اس عادت کو اپنے اندر پیدا کیا اور ترقی و عظمتِ کی بہت سی بلندیاں حاصل کیں۔ مطالعہ وہ قوت ہے جو کسی بھی قوم کو ترقی سے دور رہنے نہیں دیتی، ایسا نہیں ہو سکتا کہ جس قوم میں مطالعہ کی عادت ہو وہ علم اور ترقی سے محروم رہ جائے۔
کتاب مبین کا مطالعہ انسان کو ہدایت اور ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ، 1:2)

"(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔"

اللہ رب العزت نے بے راہ رو اور گمراہی میں مبتلا لوگوں کی رہنمائی کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں صحف اور کتابیں عطا فرمائیں تاکہ لوگ ان صحیفوں اور کتابوں کو پڑھ کر حقیقی علم تک رسائی حاصل کریں۔

مطالعہ کتب کی اہمیت انسانوں کے نزدیک ایک مسلّم امر ہے جس کا انکار کسی سطح پر ناممکن ہے۔ اور اسلام بھی تمام انسانیت کو بالخصوص مسلمانوں کو یہی تعلیم دے رہا ہے یعنی کلامِ الٰہی کا پہلا لفظ ہی اقراء (پڑھو) ہے، اسی لفظ سے اللہ جل مجدہ نے اپنے خاتم النبیین و مرسلین ﷺ کی نبوت و رسالت کا آغاز فرمایا ہے اور یہی پہلا حکم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مصطفی کریم ﷺ کو عطا فرمایا۔

دنیا کے مختلف علوم و معارف اگر ہمیں کسی جگہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں، وہ کتاب ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ہمیں علم و حکمت کو کتاب کی صورت میں جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام حاکم بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیدوا العلم بالکتابة.

"علم کو کتاب میں قید کرو یعنی لکھا کرو۔"

اسی بنا پر علماء و مفکرین کتاب کو کنز اور خزانہ قرار دیتے تھے۔ حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں:

إذا وجدت كتاب جديدا فكأني وقعت على كنز

"اگر مجھے کوئی نئی کتاب ملتی تو گویا مجھے خزانہ حاصل ہوا۔"

کتاب قاری کو اپنے دور کے مصنفین کے افکار و نظریات اور احوالِ زمانہ سے آگاہ رکھتی ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نئے افراد کی مضبوط کھیپ تیار کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جہاں قاری کتب کے ذریعے حالاتِ حاضرہ سے آگاہی حاصل کرتا ہے وہاں کچھ کتب اسے دورِ قدیم کے نامور ائمہ، محدثین، فلاسفہ، حکماء و علماء اور مفکرین سے بھی فیضیاب ہونے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یعنی دورِ جدید میں رہتے ہوئے اگر دورِ قدیم تک کوئی رسائی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کا واحد ذریعہ کتاب ہے۔ چنانچہ امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

"لوگ جتنا علم اپنے اسلاف کی کتابوں میں پاتے ہیں اتنا اپنے اساتذہ اور مشائخ سے نہیں حاصل کرسکتے ہیں۔"

ہمارے اسلاف مطالعہ کتب کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ بعض ایسے شواہد بھی تاریخ میں ملتے ہیں کہ کتابوں پر دسترس حاصل کرنے کے ارادہ سے وہ رشتہء ازدواج میں منسلک ہونے کو بھی قبول کر لیتے تھے۔ اسی طرح لڑکیوں کے جہیز میں کتب خانے کے بھی نظائر و شواہد تاریخ میں ملتے ہیں۔ چنانچہ امام اسحاق بن راہویہ نے سلیمان بن عبد اللہ زغندانی کی بیٹی سے شادی اس لیے کی تھی کہ اس سے انھیں امام شافعی کی جملہ تصانیف پر مشتمل کتب خانہ مل جاتا تھا۔ (انساب للسمعانی، 306:6)

مطالعہ کتب سے قوتِ حافظہ کو تقویت ملتی ہے چنانچہ امامِ بخاری سے حافظہ کی دوا کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے:

لاَ أَعْلَمُ شَيْئاً أَنْفَعَ لِلْحفظِ مِنْ نَهْمَةِ الرَّجُلِ، وَمُدَاومَةِ النَّظَرِ

"حافظہ کے لیے آدمی کے انہماک، دائمی نظر و مطالعہ سے بہتر کوئی چیز میرے علم میں نہیں"۔

اچھی کتابوں کا مطالعہ نہ صرف انسان کے ذہن و شعور کو جلا بخشتا ہے بلکہ انسان کو مہذب بھی بناتا ہے۔ بہترین کتب انسانی شخصیت میں نکھار اور وقار عطا کرتی ہیں۔ کتاب سے دوستی انسان کو شعور کی نئی منزلوں سے روشناس کرواتی ہے الغرض کتاب ہی انسان کی بہترین مونس اور رفیق ہے۔

امام محمد بن حسن شیبانی جو کہ امام ابو حنیفہ کے عظیم شاگردوں میں سے ہیں، ان کی سیرت کا مطالعہ کر کے ایک انگریز نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے چھوٹے محمد کا یہ حال ہے تو بڑے محمد ﷺ کا کیا حال ہو گا؟

امام محمد کے مطالعہ کا عالم یہ تھا کہ آپ پوری پوری رات مطالعہ کتب میں جاگتے گزار دیتے۔ جب لوگوں نے آپ سے اس مشقت اور مجاہدہ کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

"میں کیسے سو جاؤں، جبکہ عام مسلمان اس وجہ سے بے فکر ہو کر سو جاتے ہیں کہ جب انہیں جب کوئی مسئلہ درپیش ہو گا تو اس کا جواب محمد بن حسن سے مل جائے گا"۔

یعنی آپ کو اُمت مسلمہ کے مسائل کی اس قدر فکر رہتی تھی کہ ساری رات کتابوں میں ان کے مسائل کا حل تلاش کرتے اور ڈھونڈتے گزار دیتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ لوگ ان پر اعتماد کر کے سو جاتے ہیں۔

زمانہ عباسی کے مشہور شاعر متنبی کا شعر بھی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

أَعَزُّ مَکَانٍ فِی الدُّنَی سَرْجُ سَابِحٍ
وَخَیْرُ جَلِیْسٍ فِی الزَّمانِ کِتابُ

"ایک مسافر کے لیے دنیا کا بہترین مقام گھوڑے کی پشت ہے اور زمانہ میں بہترین ہمنشین کتاب ہے"۔

ارسطو سے پوچھا گیا کہ آپ کسی شخص کو جاننے کے لیے کیا پیمانہ استعمال کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس سے پوچھتا ہوں کہ تو نے کتنی کتابیں پڑھیں اور کیا کیا پڑھا ہے؟

مشہور مسلم مفکر، دانشور اور فلسفی ابو نصر الفارابی جنہیں تاریخ ارسطوئے ثانی اور معلمِ ثانی کے نام سے پہچانتی ہے، مسلم دنیا کے یہ عظیم سائنسدان دنیا کی 70 زبانیں جانتے تھے، ان کی ابتدائی زندگی انتہائی غربت میں گزری مگر اتنا بڑا مقام انہیں کتاب کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے ملا۔

تو کتاب کے ساتھ صحیح معنی میں تعلق صرف مطالعہ سے ہی قائم ہو سکتا ہے، اپنے معمولات میں تلاوت قرآن پاک اور مطالعہ کتب کو بھی شامل کریں، پھر دیکھیں کہ یہ عمل آپ کی ذہنی، فکری اور معاشی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ بن جائے گا۔
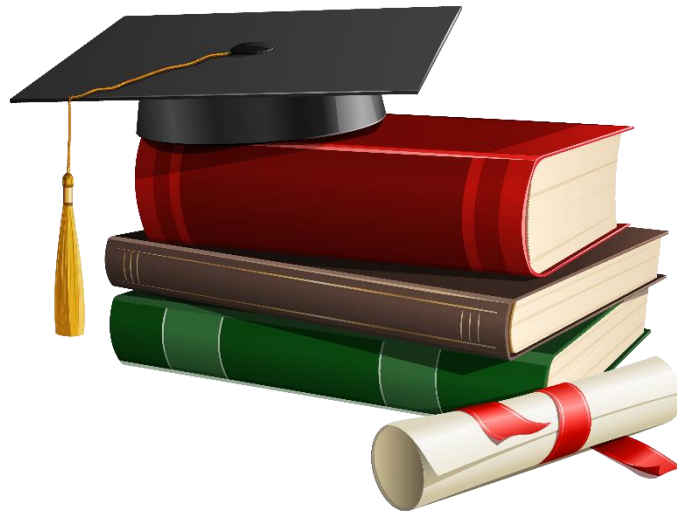
ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ پڑھتے ہیں وہ لکھ نہیں سکتے

از قلم: حضرت ابوالوقار سیدہ عروسہ اشرف جیلانی

آج ہمارے اس معاشرے کو ایسے لوگوں کی سخت ضرورت ہے کہ جو لکھنا بھی جانتے ہوں اور پڑھنا بھی۔ انسان کو چاہیے کہ وہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ جو بھی اُس نے پڑھا ہے اُس کو لکھنا بھی شروع کر دے، اس کا ایک تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جو بات سُن کر یا پھر پڑھ کر لکھ لی جائے تو وہ بات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے اور وہ بات اس طرح محفوظ ہوتی ہے کہ جب اُسے ضرورت پڑھے تو وہ فوراً اپنے پاس لکھی ہوئی بات کو دیکھ کر کتاب کا بہت سا مفہوم بآسانی سمجھ میں آجاتا ہے، آپ بآسانی ضرورت کے وقت اُس بات سے بہت سے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ لوگ جو پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں، بکثرت کتابیں پڑھتے ہیں اور جو بھی اُنہوں نے پڑھا ہے اُس کو لکھ لیتے ہیں، اُن کو اس کے بہت سے ثمرات ملتے رہتے ہیں، اُن کا یہ معمول ہوتا ہے کہ وہ اُس میں سے جو انہیں اہم بات لگتی ہے اس کو لکھ کر (نوٹ) لیتے ہیں، اپنے پاس کسی ڈائری میں محفوظ کر لیتے ہیں، یہ ایک ایسا عمل ہے کہ جو کسی بھی انسان کو اُس کی نوٹ کی ہوئی اہم باتوں کو کبھی بھولنے نہیں دیتا۔ بلکہ یہ میرا مشاہدہ ہے کہ نوٹ کی ہوئی کوئی بھی بات صرف اُس نوٹ کرنے والے کو ہی نہیں بلکہ بعد میں آنے والے کو بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہے۔ اچھی باتوں کو نوٹ کرنے والے کے پاس معلومات کا بے انتہاء ذخیرہ جمع ہو جاتا ہے وہ بآسانی بہت سی چیزوں کی وضاحت کر سکتے ہیں۔ اگر وہ اُن وضاحتوں کو لکھ دے تو اُن کے ملفوظات سے زمانے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ لکھنا وہ کمال عادت ہے کہ جس کو خالق کائنات نے خود پسند فرمایا اور ہر مسلمان کو پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے، لکھنے کے بے شمار فوائد ہیں، جن میں سے کچھ میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں:

1. لکھنے سے انسان کی وہ بات جو اُس نے کہیں پڑھی تھی وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جاتی ہے۔
2. لکھنے والا اپنی بات صرف سامنے والے کو ہی نہیں بلکہ معاشرے کو سمجھا سکتا ہے۔
3. لکھنے والے کی کوئی بھی تحریر صرف اُس زمانے کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر آنے والے زمانوں کے لئے مفید ہو جاتی ہے۔

اپنے لکھے ہوئے کو بار بار پڑھنا

از قلم: حضرت ابو الوقار سیدہ عائشہ اشرف جیلانی

اکثر اوقات اپنی لکھی ہوئی چیز کو دوبارہ پڑھنے کا دل نہیں چاہتا، اور عموماً ہم اپنی لکھی ہوئی چیز کو بغیر پڑھے آگے بڑھا دیتے ہیں۔ اس کا نقصان ہمیں یہ ہوتا ہے کہ جو بات ہم تحریر میں سمجھانا چاہتے ہیں وہ ہماری اپنی اغلاط کی وجہ سے صحیح طور پر آگے نہیں جا پاتیں اور پڑھنے والے کا ایسے لکھاری کی تحریر پڑھنے کا دوبارہ دل نہیں چاہتا۔ انسان اپنی بات جب تحریری صورت میں لاتا ہے تو اُس میں بہت سی اغلاط ہو جاتی ہیں، اگر وہ اُس کو دوبارہ پڑھ لے تو نہ صرف وہ اُن اغلاط کو ہی درست نہیں کرتا بلکہ اُس تحریر میں اپنے مطابق بہت سا حسن اپید ا کر لیتا ہے۔ اسی لئے کسی نے بہت خوب کہا ہے کہ "اگر کوئی چیز تمہیں لکھنی ہو تو Writer بن کر نہیں بلکہ Reader بن کر لکھنا چاہیے۔

یاد رہے کہ انسان کی لکھی ہوئی تحریر میں جان جب پیدا ہوتی ہے جب وہ اُس کو کئی دفعہ اپنی نظر سے گزار لیتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے بڑے Writer ہیں۔ وہ اپنی لکھی ہوئی تحریر کو بار بار پڑھتے ہیں اور پھر کسی اور کے پڑھنے کے لئے آگے بڑھاتے ہیں۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں اور لکھ بھی دیتے ہیں تو عموماً اپنی سُستی کی وجہ سے اپنی تحریر کو ایک مرتبہ بھی نہیں پڑھتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کبھی بھی لکھنے کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتے (یعنی کوئی اُن کی تحریر کو پڑھنا پسند نہیں کرتا) اور پھر وہ مایوس ہو کر لکھنا چھوڑ دیتے ہیں تو اس سے پہلے کہ آپ کو کوئی یہ کہہ کہ آپ کو لکھنا نہیں آتا، لکھ لکھ کر اور اُس کو پڑھ کر اپنی اصلاح کریں۔

غلط لفظ خود اپنی نشاندہی کرتا ہے

از قلم: ادارہ

جب بندہ اپنے لکھے ہوئے مضمون یا آرٹیکل کو دوبارہ پڑھتا ہے تو غلطی خود اپنی نشاندہی کرتی ہے، الفاظ کود بتاتے ہیں کہ ہماری جگہ کون سی ہے، یہاں پیرا گراف خود اپنے طرز کو صحیح کرواتا ہے۔ غلطی ہر انسان سے ہوتی ہے، غلطی کرنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ لیکن ہاں اُس غلطی سے سیکھنا بھی بہت ضروری ہے۔ آپ اگر ایک غلطی کو بار بار کریں اور اُس سے کچھ سیکھنے کی کوشش نہیں کریں تو پھر آپ عادی مجرم کہلائیں گے۔

کچھ بھی لکھنے کے بعد اگر اُس کو دوبارہ پڑھ لی جائے تو وہ پیرا گراف خود بتائے گا کہ میں صحیح ہو یا غلط ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی لکھی ہوئی چیز کو دوبارہ پڑھیں اور پھر ایک اور بندے کو بھی پڑھا دیں تو پھر ممکن ہے کہ کافی حد تک وہ تحریر اغلاط سے محفوظ ہو جائے گی اور پڑھنے والے کو بہت کچھ حاصل ہو گا۔ تحریر اس طرح کی ہونی چاہیے کہ کوئی بھی آپ کی تحریر کو ایک مرتبہ پڑھے تو اُس کا دل چاہے کہ کیونہ اس تحریر کو دوبارہ پڑھنا چاہیے تو یہ صرف تحریر اچھی ہونے کی ہی وجہ سے ممکن ہے۔

اکثر اپنی لکھی ہوئی تحریر کو دوبارہ پڑھنے کا دل نہیں چاہتا، پہلی مرتبہ اپنی تحریر پڑھنے میں کچھ مشکل کا سامنا کرنا پڑھے گا، دوسری مرتبہ، تیسری مرتبہ لیکن اگر آپ بار بار پڑھنے کو اپنی عادت بنالیں تو پھر آپ خود محسوس کر سکتے ہیں کہ آپ کی تحریر بہت سی اغلاط سے پاک ہو گئی ہے، بس اس تھوڑی توجہ سے ہم اچھے لکھاری بن سکتے ہیں۔

کاغذ اور قلم سے تعلق

از قلم: ادارہ

قلم کا اصل مقصد لکھنا ہے اور کاغذ کے بھی وجود میں آنے کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی کہ اس پر لکھا جائے گا۔ ان دونوں کے متعلق کو آپس میں قائم رکھنا ہر انسان کی ذمہ داری میں شامل ہونا چاہیے کیونکہ جب بھی انسان نے اس تعلق کو صحیح معنی میں قائم کیا تو انسان نے اس عمل سے بہت سی ترقیوں کی راہوں کو اپنے لئے آسان کر لیا۔ قلم کے ذریعہ کاغذ پر لکھنا وہ علم ہے جو ہر انسان بآسانی کر سکتا ہے۔ اس عمل سے انسان اپنے سیکھنے کے عمل کو موثر بنا سکتا ہے۔

ہمارے استاد سر شاہد سردار یہ کہتے تھے کہ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ "جو چیز صفحہ پر لکھ دی جاتی ہے وہ کبھی انسان سے بھولتی نہیں ہے"۔

انسان کتنا بھی ذہین ہو لیکن وہ ایک ہی وقت میں بہت سی چیزوں یاد نہیں رکھ سکتا۔ کچھ چیزیں اُس کے ذہن سے نکل ہی جاتی ہیں، لیکن اگر وہ لکھنا اپنی عادت بنا لے تو کبھی بھی، کوئی بھی اہم بات اُس سے ضائع نہیں ہو سکتی۔

اسی لئے جو بڑے کامیاب لوگ ہیں اُن کی اپنی ایک ڈائری ہوا کرتی ہے۔ وہ اس پر زندگی مختلف لمحات کی اہم باتوں کو نوٹ کر لیتے ہیں اور پھر وقت پر اُن سے بھرپور فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ انسانی زندگی کا ہر لمحہ اُس کے رب کی طرف سے عظیم نعمت ہے یہ انسان کے اوپر ہے کہ وہ اِس لمحے کو اہم بناتا ہے یا نہیں، آج انسان کے پاس تاریخ کا جتنا بھی سرمایہ ہے وہ قلم اور کاغذ کے ذریعے ہی ہم تک پہنچا ہے۔

کتابوں کا حق

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

کتاب وہ گوہر ہے کہ اس نے ہمیشہ انسانی کامیابی اور ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج جتنی بھی معلومات کا ذخیرہ انسان کے پاس موجود ہے یہ سب کتاب کی ہی بدولت ہے۔ کتاب وہ خزانہ معلوم ہوتا ہے کہ جو دنیا کی ہر چیز کو سمجھنے کا بہت اہم ذریعہ ہے۔ کتابیں پڑھنے سے ہماری بہت سی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کیا ہے ہمیں اسے کیسے گزارنا ہے، بلکہ انسان کے خالق نے بھی انسان کے لئے ہدایت کتاب کے ذریعہ ہی اُتاری ہے۔ اور پھر اپنے مقرب انبیاء علیہ السلام کو بھیج کر انسان کی توجہ کتاب کی طرف دلا کر اس بات کی واضاحت بھی فرمادی کہ کتاب اللہ کا حسن یہ ہے کہ اس کو دیکھنا بھی عبادت، سُنا بھی عبادت اور پڑھنا تو بدرجہ اولیٰ عبادت ہے۔

کتابوں کا یہی حق ہے کہ اُس کے ہر ایک ایک حرف کو غور سے پڑھا جائے اور اچھی اور اصلاحی باتوں کا تعلق اپنی ذات سے قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کتاب کا ادب و احترام کرنا انسان کی بہت سی اصلاح کا سبب بن جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان کتاب سے بہت سی چیزیں سیکھتا ہے، اپنے سے قدیم لوگوں کے تجربات سے بڑے سے بڑے نقصان سے بچ جاتا ہے اور اپنی زندگی میں اُس پر عمل کرکے بہت سی کامیابیاں سمیٹ لیتا ہے۔ دنیا میں جس قوم نے بھی کتاب کا ادب کیا ہے اُس قوم نے بہت سے ی ترقیاں حاصل کیں ہیں۔

علم کی بے حرمتی

از قلم: ادارہ

علم انسان کی معرفت، بلندی اور کامیابی کا سب سے بڑا ذریعہ رہا ہے، علم ہی کے ذریعہ انسانی سوچ میں وسعتیں پیدا ہوئی ہیں، جن سے انسان نے غور و فکر کرنا شروع کیا اور خالق کائنات سے بہت سی حکمتوں کو سمجھ کر ترقی کے بہت سے راستوں کو اپنے لئے آسان کر لیا اور اپنی زندگی کو سہولیات سے آراستہ کرنے کے لئے بہت محنت کی اور کئی مشقتوں کا سامنا کیا، جس کے نتیجہ میں بہت سی ایجادات وجود میں آ گئیں۔ یہ وہ تمام ایجادات ہیں جن سے انسان زیادہ سے زیادہ کام لے سکتا ہے، جن سے انسان کم وقت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکتا ہے ان سب کے پیچھے انسان کی بے پناہ کوشش اور محنت ہے۔ اب ضرورت تھی کہ انسان نے جو اپنی محنت و مشقت سے علم حاصل کیا تھا۔ اُس کو کتاب میں محفوظ کر لیا جائے، تو پھر علم کو کتابوں میں محفوظ کر لیا گیا تا کہ انسان جس دور میں بھی ہو اپنا تعلق کتابوں سے قائم کرے تو اُسے اس علم سے فائدہ حاصل ہو سکے۔ تاریخ کے اُوراق ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ مختلف ادوار کے بدلنے پر انسان نے علم سے تعلق کو قائم رکھنے اور اس علم کو محفوظ رکھنے کے لئے مختلف طریقوں کو اپنایا لیکن لکھنا اور بڑھنا یہ ہر دور میں اولین ترجیح پر رہا ہے۔ اسی طریقے کو عام کرنے کے لئے انسان نے ادارے قائم کیے، پہلے مدارس اور اب اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیاں اداروں کی صورت میں وجود میں آئیں اور ایک منظم نظام علم حاصل کرنے کا اور علم کو محفوظ رکھنے کا وجود میں آ گیا۔ انسان نے اِن اداروں سے بہت کچھ سیکھا اور سیکھ رہا ہے۔ لیکن آج کچھ معاشروں میں انسان نے اسے دولت حاصل کرنے اور دولت کو جمع کرنے کا ذریعہ بنا لیا، اور یہ عمل معاشرے کی ضرورت اور بڑھتی ہوئی مہنگائی کے دباؤں میں اس طرح عام ہوتا چلا جارہا ہے۔ اکثر لوگ پیسوں (جوب یعنی نوکری) کی لالچ میں کالج اور یونیورسٹیوں میں داخلہ لیتے ہیں اور جو پڑھانے والے ہیں اُن میں اکثر وہ ہیں جن کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہے، اُن کو نہیں پتہ کہ علم کیا ہے اور اِس کتنی قدر کرنی چاہیے، صرف اپنے غریبی کے بوجھ کو کم کرنے کے لئے رشوت دے کر اُستاد کا لباس پہن کر بیٹھنے کی سعادت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے معاشروں میں سیکھنے والے اور سیکھانے والے ختم ہوتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن آج بھی وہ لوگ جو سیکھنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے لئے سکھانے والے پیدا کر دیتا ہے لیکن اکثریت سیکھنا نہیں چاہتی اور اس کے سب سے بڑے ذمہ دار والدین ہیں۔ کسی بھی بچے کے والدین اگر چاہیں تو اُس بچے کے دل میں شروع سے ہی علم کی اہمیت کو واضح کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ خود علم کی حقیقت و اہمیت جانتے ہوں۔

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر والدین اپنے بچوں کو اپنے لئے بوجھ سمجھتے ہیں، بچے کسی بات میں تنگ کریں یا پھر اُن کے آرام میں خلل پیدا کریں تو والدین اُن کو ٹی،وی پر کارٹون لگا کر دے دیتے ہیں اور پھر وہ ٹی وی سے کیا کیا سیکھتا ہے انہیں اُس وقت اس کا اندازا نہیں ہوتا لیکن جب اُن کے سامنے اُن کے بچے ضدی، خُسر، بد تمیز بن کر سامنے آتا ہے تو پھر وہ شکوہٰ کرتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کے وہ روزانہ کی بنیاد پر اپنے بچے کو کچھ نہ کچھ اچھا سیکھانے کی کوشش کرے اور سب سے بڑھ کر اُس کے اندر علم کی اہمیت اور اس کو سیکھنے کی تڑپ پیدا کر دیں، یہ والدین کی طرف سے اپنے بچوں کے لئے وہ عظیم سرمایہ ہے جو اُس بچے کو علم سے محروم نہیں رکھتا اگر استاد سیکھانے والا نہ بھی ہو تو یہ استاد کو سیکھانے پر مجبور کر دیتے ہیں اور اپنی محنت سے اپنے لئے سیکھنے والے تمام راستے آسان کر لیتے ہیں۔ علم کی سچی طلب اور تڑپ علم حاصل کرنے کے بہت سے راستوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

امتحانات کے دنوں میں امتحانات کی تیاری کرنے کا انجام:

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے بچے، اپنے امتحانات کے دنوں میں راتوں کو جاگ کر تیاری کر رہے ہوتے ہیں، جس میں وہ صرف اُن سوالات کو دیکھا پاتے ہیں جو انہیں (Important) یعنی ضروری لگتا ہے بعض طالبِ علم (Five Year) یعنی پانچ سالہ پیپر جسے کسی نے ایسے ہی حل کر دیا ہوتا ہے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی تیاری کو مکمل کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسی میں سے ہی آئے گا اور جب پیپر آتا ہے تو پیروں کی نیچے سے زمین نکل جاتی ہے، ہائے ہم نے جو یاد کیا تھا اُس میں سے تو کچھ بھی نہیں آیا۔ اب کیا کریں، ایسا کرنے والے بچے امتحان کی کلاس میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہوتے ہیں کہ شاید کچھ نظر آجائے تو میں پیپر کر کے صرف پاس تو ہو جاؤں بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی، اس عمل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ علم سے جن صلاحیتوں کو روشن ہونا تھا وہ رہ جاتی ہیں۔ ایسا کرنے والے وہ بچے ہوتے ہیں جن کو صرف کھیلوں کی فکر رہتی ہے اور وہ بھی بے معنی اور لایعنی کھیل ، جن سے انسان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اُس کے لئے اپنی جسمانی تمام قوتوں کو صرف کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے لئے اُن کا کتنا ٹائم ضائع ہو رہا ہوتا ہے اس کا اُن کو احساس تک نہیں ہوتا۔ اِیسے بچوں کے لئے والدین کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے، اُن کی اپنی بچوں پر خاص نگاہ ہونی چاہیے اور اُن کو چاہیے کہ وہ مختلف ایسے کھیل ترتیب دیں کہ اُن کے بچے اُس میں دلچسپی لیتے ہوئے کچھ نہ کچھ سیکھیں اور اچھی کار کردگی پر اُنہیں انعامات بھی دیں تا کہ اُن کے دلوں میں سیکھنے کی اہمیت کو بڑھایا جا سکے۔

فن تحریر

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

زبان و تحریر کا تعلق ابتداء سے ہی انسانوں کے درمیان موجود رہا ہے، زندگی کے لئے تحریر ناگزیر تو نہیں تاہم انسان سے اس کی وابستگی اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ انفرادی اور سماجی سطح پر تحریر کے بغیر انسانی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ بنی نوع انسان کی تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ بولنے کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے انسان نے پہلے بولنا سیکھا اور پھر اس کو لکھنا سیکھا۔

لسانیاتی نقطہ نظر سے "تحریر" (یعنی لکھنا) زبان نہیں، بلکہ یہ زبان کی ترجمان یا قائم مقام ہے۔ انسان نے بولنا پہلے سیکھا اور لکھنا بعد میں۔ پھر جیسے جیسے انسان مہذب ہوتا گیا اور لکھنے کی اہمیت کو جانتا چلا گیا، اس طرح وہ لکھ کر بہت سے علوم کو محفوظ کرتا رہا جس کی وجہ سے انسانی تہذیب و ثقافت کو عروج حاصل ہوتا گیا، تحریر کا فن بھی ترقی کی منزلیں طے کرتا گیا۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی تحریر کی اپنی الگ ایک بہت بڑی اہمیت موجود ہے اور بڑھتی ہی جارہی ہے جو دن بدن بہت سے ترقی کے اسباب پیدا کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محققین اپنے پاس قلم و قرطاس ضرور رکھتے ہیں اور کسی اہم بات کو ضائع نہیں ہونے دیتے، اُس کو اپنی ڈائری میں لکھ لیتے ہیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ اس کی معاشرے کتنی اہمیت ہے۔ دنیا کا کوئی بھی معاشرے لکھے اور پڑھے بگیر ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔

ہمیں بھی چاہیے کہ اگر علم سے کسی قسم کا بھی تعلق رکھتے ہیں تو ہر اہم بات کو نوٹ کرنے کی کوشش کریں، یہ اہم باتیں ہمارے کام آتی ہی ہیں لیکن عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ جس سے ہمیں دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوتی ہے اور آخرت کے لئے یہی باتیں ثوابِ جاریہ کا سبب بن جاتیں ہیں۔

ہمیں اسکول کی چیزوں کا احترام کرنا چاہیے

از قلم: حضرت ابوالوقار سید صابر اشرف جیلانی

طالب علم کا تعلق علم کے حصول کی جس چیز سے ہو اُس کا احترام کرنا اُس پر بے حد ضروری ہے۔ وہ جس جگہ پر علم حصل کرتا ہے، جن چیزوں کے ذریعہ علم حاصل کرتا ہے اور جو جو شخصیات اُس کو علم دینے کا سبب بنتی ہیں، اُن سب کا احترام اُس پر لازم ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ اسکول اور مدارس کے طلبہ جس اسکول اور مدرسہ میں پڑھتے ہیں تو وہ اُن کی چیزوں کو نقصان پہنچا رہے ہوتے ہیں یا پھر اُن کو گندہ کر رہے ہوتے ہیں اُن کو اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ چھالیاں، ببل، بسکٹ یا پھر کچھ بھی کھایا تو اُس کا ریپر وہیں پر ڈال کر چلے جاتے ہیں، باتھ روم گئے تو وہاں پر ہی چھالیاں تھوک دیں، یا پھر باتھ روم کی دیواروں پر کچھ لکھ دیا ان سب اعمال سے آپ کو اور آپ ہی کے ادارے کو نقصان پہنچے گا۔ ان تمام بُری عادتوں کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ آپ کو سیکھنے کے لئے اسکول یا پھر مدرسہ آئے ہو تو وہ سیکھ ہی نہیں پاتے اور اگر آپ وہاں سے پاس ہو بھی گئے تو پھر اپنے معاشرے میں کچھ کر نہیں پاتے جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ محنت و مشقت کے کام کرنے پڑتے ہیں، اور رزق میں برکت نہیں ہوتی۔ پریشانی کی ہی زندگی گزارتے رہتے ہیں۔

اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو اپنے وقت کی قدر کریں اور اپنے علم کے حصول کے جتنے بھی ذرائع ہیں اُن کا دل سے احترام کریں، کوئی دوسرا کرتے یا نہیں کرے آپ کو کرنا ہے۔ پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کے علم سے دنیا کو فائدہ پہنچائے گا۔ میں خود جہاں علم حاصل کرتا تھا تو کوشش کرتا تھا کہ یہاں کی ہر چیز صاف ستھری ہو اس کے لئے میں یہ نہیں دیکھتا تھا کہ دوسرا اگر کرے تو پھر میں کروں خاموشی سے میں وہاں کی بہائی کی سعادت حاصل کرتا تھا۔ "الحمد اللہ" میں آج بھی اس بات پر فخر محسوس کرتا ہو کہ میرے خالق نے مجھے یہ سعادت عطا فرمائی۔

اور آج جو میرے پاس عزت ہے وہ صرف اس عمل کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی تعلیم گاہ کی حفاظت و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انسان کی طاقت علم اور حیوان کی طاقت تشدد سے ہے

از قلم: ادارہ

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی نعمتوں سے نوازا ہے، اور علیٰ الاعلان علم کی طاقت عطا فرما کر مسجودِ ملائکہ ٹھہرایا، اشرف المخلوقات کے رُتبے پر فائز فرما کر بے شمار صلاحیتیں اس کے اندر چھپادیں تاکہ انسان بروقت ان تمام انعامات کو استعمال کر کے ان کا اچھے سے حق ادا کر سکے۔ انسان اللہ کی تمام مخلوقات میں اضل ترین مخلوق ہے، اس کی افضلیت کو برقرار رکھنے کے لئے کچھ چیزوں کو انسان کے ساتھ خاص فرمایا اور ان سے رشتہ قائم کرنے کی انسان کو ترغیب دلائی ہے۔

علم وہ طاقت ہے کہ جس کی حقیقت کو اگر انسان جان لے تو کسی اور شئے کو حاصل کرنے تمنا نہیں کرے کیونکہ یہ انسان کو ہر شئے کی خصوصیت واہمیت اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ سکھاتا ہے۔ انسان کے لئے اچھے سے زندگی گزارنے کی بہت سی راہیں آسان کرتا ہے، زندگی کی یامیابی اور بربادی کے ہر پہلوؤں کو انسان کے سامنے لاتا ہے۔ دنیا میں جو بھی اب تک ترقیاں، ایجادات ہوئی ہیں اُن کے بارے میں خیر حاصل معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ اللہ کا خاص احسان ہے کہ انسان کی زندگی کو جس چیز کے ذریعہ فضیلت عطا فرمائی وہ اُس عظیم خالق نے کسی اور مخلوق کو نہیں دی ہے۔ اگر انسان پھر بھی اس علم کے علاوہ کسی اور چیز کو اپنی طاقت سمجھے تو پھر انسان بربادی کے علاوہ کچھ نہیں حاصل کر پاتا۔

آج ہم اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ زرو، زبردستی سے ہر کام کیا جاسکتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے اس کا انسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا نقصان پر نقصان ہوتا ہے اور پھر انسان زور زبردستی کے ساتھ ساتھ تشدد کرنے پر اُتر آتا ہے جس کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ تاریخِ انسانی کا اگر بغور نشاہدہ کیا جائے تو انسان نے جب بھی تشدد کی راہ کو اختیار کیا تو انسانوں نے ہی اُس اپنی صف سے نکال دیا۔ وہ انسان ہوتے ہوئے بھی انسان کہلانے کے لائق نہیں رہا اور تباہی اور بربادی اُس کا مقدر بن گئی۔

اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ "اے خالق انسان اور بالخصوص مسلمانوں کو اُن کی حقیقی طاقت کے حصول کی طرف متوجہ فرماں"۔ آمین

عادتیں انسان سے بہت کچھ کروا لیتیں ہیں

از قلم: ادارہ

انسان دنیا میں رہتے ہوئے بہت کچھ کرنا چاہتا ہے لیکن کبھی کچھ کر پاتا ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں کر پاتا دنیا کے بہت سے کام آسانی سے ہوجاتے ہیں اور بہت سے کام کرنے میں اُسے مشکلات اور دشواری کا سامنا کرنا پڑھتا ہے، انسانی تاریخ کے مشاہدے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی شخصیت کے کچھ ایسے طور طریقے ہیں، جن کا تعلق اُس کی عادات سے ہوجائے تو اُن کاموں کو کرنے میں اُسے کوئی مشکل یا دشواری محسوس نہیں ہوتی بلکہ مذاح آتا ہے، اُس کو پتا ہی نہیں چلتا وہ کام اُس سے ہوجاتے ہیں۔ جب ہم "عادات" کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں تو یہ وہ کام ہے جن کو آپ نے اپنی زندگی میں بار بار ہوتے دیکھا ہوگا اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ کام آپ کے لئے کرنا بہت آسان ہوگا بنسبت دوسرے کاموں کہ تو اسی لئے انسان کو اپنی زندگی کے متعلق اچھے کام کرنے والے لوگوں کے درمیان رہنا ہوگا، وہ لوگ بار بار جب اُس کے سامنے اچھے کام کریں گے، تو وہ شخص خود بخود اُن کاموں سے بہت سی اچھائیاں اپنی عادات میں شامل کرلے گا تو اُس کو اچھے کام کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی لیکن اگر کوئی شخص بغیر کسی سوچ، سمجھے بُرے لوگوں سے دوستی رکھتا ہے تو اُس کے نہ چاہتے ہوئے بھی بُری خصلتیں اُس کے اندر پیدا ہونی شروع ہوجائیں گی۔

اسی لئے اسلام نے اچھے لوگوں کے ساتھ رہنے پر بہت زُور دیا ہے۔ تاکہ انسان بُرائی سے بآسانی بچتے ہوئے اپنے مقاصدِ زندگی کے حصول میں کامیاب ہوسکے۔ تو یہاں ہمیں اچھائی کو اپنی عادات میں شامل کرنا ہوگا کیونکہ عادتیں انسان سے بہت کچھ کروا لیتیں ہیں۔ خالقِ کائنات سے دعا ہے کہ "اے خالق جس طرح تو نے انسان کے کام کرنے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے "عادات" جیسا حسین تحفہ انسان کو عطا فرمایا ہے۔ اب ہمیں اپنی عادات میں اچھی خصلتوں کو شامل کرنے کی توفیق عطا فرماں۔ آمین

محنت کا پھل

از قلم: ادارہ

جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اُس دنیا کا یہ اُصول ہے کہ اس میں کسی کی بھی محنت کا پھل ضائع نہیں ہوتا، خالقِ کائنات اُسے کسی نہ کسی صورت میں ضرور عطا فرماتا ہے، کبھی کبھی انسان یہ سمجھتا ہے کہ شاید مجھے میری محنت کا صلاح نہیں ملا۔ یا پھر جیتا ملنا چاہیے تھا اُتنا نہیں ملا۔ لیکن حقیقت میں وہ اپنی محنت کا صلاح حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ بظاہر انسانی آنکھ اس کا اِدراک نہیں کر پاتی اور انسان اپنے فہم سے یہ سمجھ لیتا ہے کہ میری محنت ضائع ہو گئی ، میرا محنت کرنا بیکار ہو گیا، یا پھر محنت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔

یاد رہے انسان نے اپنی زندگی میں اپنی محنت سے بہت سے کمالات حاصل کیے ہیں اور اِن کمالات سے انسان نے اپنی کارکردگی کے حسن میں کثرت سے اضافہ کیا ہے اور کر رہا ہے۔ ایک بہت مشہور جملہ کہا جاتا ہے کہ "محنت میں عظمت ہے"۔ یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ محنتی ہیں ، محنت کرنے سے جی نہیں چراتے تو اُن کا کام معاشرے میں اپنی ایک الگ ہی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر کوئی چاہتا ہے کہ یہ بندہ میرے ساتھ کام کرے اور جس کا وہ کام کر رہا ہوتا ہے تو وہ کسی بھی قیمت پر اُسے چھوڑنا نہیں چاہتا، یوں اُس کی اہمیت معاشرے میں بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔

ہمارے اس معاشرے میں بہت سی طرح کے لوگ رہتے ہیں، اُن میں سے کچھ لوگ محنت کرنے والے ہیں اور کچھ محنت کرنے سے چھپتے ہیں، کوئی بھی محنت کا کام اگر انہیں کرنا پڑھ جائے تو منہ بناتے ہیں اسی وجہ سے وہ کام بھی اچھے سے نہیں کر پاتے ، جس کی وجہ سے نہ کوئی انہیں کام دیتا ہے اور نہ کوئی اُن کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنی زندگی کے اکثر اوقات رُوتے ہی رہتے ہیں، کبھی انہیں کوئی پریشانی ہوتی ہے اور کبھی انہیں کوئی مسئلہ ہو جاتا ہے۔ نہ خود سکون سے رہتے ہیں اور نہ کسی کو رہنے دیتے ہیں، ایسے لوگ معاشرے کے لئے عذاب بن جاتے ہیں اور دوسروں کو بُرا بھلا کہتے رہتے ہیں۔

مختلف معاشروں کا مشاہدہ کرنے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ محنت کرنے کی جستجو کسی بھی انسان میں اُس کے والدین ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ معاشرے کا کوئی بھی رہنماء اُس طرح کی تربیت نہیں کر سکتا جس طرح اُس کے اپنے والدیں اُس کی تربیت کر سکتے ہیں۔ اس بات کے آپ بھی شاہد ہیں کہ جن بچوں کے والدین نہیں ہوتے اُن میں معاشرے کا سامنا کرنے کی وجہ سے محنت کی عادت تو پڑھ جاتی ہیں لیکن کچھ نہ کچھ اُن کے اندر احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کام کرنے میں بہت محنت کرتے ہیں لیکن اُس طرح کی انہیں ترقی نہیں ملتی جس طرح کی انہیں

ترقی ملنا چاہیے۔والدین کے سائے میں جس شخص کو محنت کرنے کی عادت پڑھ جائے تو اُن کی صلاحیتوں میں نکھار آتا ہی رہتا ہے تو ایک انسان کے والدین کے لئے یہ بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ اپنی اولاد کو اپنی خاص توجہ میں رکھیں، ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی خاص محبت کی وجہ سے سُستی اور کاہلی کا شکار ہو جائے۔بعض والدین کی تربیت میں یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کو کوئی کام کرنے کی طرف توجہ نہیں دلاتے اور نہ انہیں کوئی کام کرنے دیتے ہیں، اگر اُن کے بچے کچھ کرنا بھی چاہے تو وہ انہیں منع کر دیتے ہیں۔وہ بچوں کی محبت میں یہ سوچھتے ہیں کہ کہیں انہیں کام کرنے میں کوئی تکالیف نہ ہو جائے۔انہیں کوئی چوٹ نہ لگ جائے۔اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بچا دوسروں کا کام تو دور کی بات ہے وہ اپنا کام کرنے کے بھی لائق نہیں رہتا اور اسی حالت میں وہ بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔پھر والدین اگر اُسے کچھ کام سیکھانا بھی چاہیں تو وہ اُس کو سیکھا نہیں پاتے اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ڈانٹنے یا روز، زبردستی کرنے پر بچا والدین سے بھی بدتمیزی کرنا شروع ہو جاتا ہے، پھر پریشان ہوتے ہیں، لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ کیا ہوا؟ ہم تو اسے بہت محبت دی ہے، بہت سکون سے رکھا تھا اور اب یہ ہماری بات کیوں نہیں مان رہا۔

یاد رہے کسی بھی والدین کی طرف سے بچے کے لئے بہترین تحفہ اس کے والدین کی اچھی تربیت ہوتی ہے۔اپنے بچے کو اپنی نگرانی میں ہر طرح کی محنت کروائیں تاکہ وہ کل کو نہ خود پریشان ہو اور نہ دوسروں کو پریشان کرے۔محنت کرنا سیکھانے کے بہت سارے انداز ہیں، والدین اپنے اندازِ محبت سے بھی بچے کو محنت کرنے کی عادت ڈال سکتے ہیں۔مثال کے طور پر اگر وہ کوئی کام کر رہا ہے اور اُس کو اُس کام میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑھ رہا ہے تو وہ اُس کی مدد کریں۔اُس کو اُس کام کے لئے منع کرنے سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ وہ اُسی وقت اُس کو وہ کام کرنا سکھائیں۔خود سے اُس کے لئے مختلف کام کروانے کے بارے میں سوچیں کہ وہ کون سے کام ہیں۔جس سے یہ بچہ کچھ نہ کچھ ضرور سیکھے گا اور آگے بڑھے گا۔انشاءاللہ

وہ بچیں جو اپنے بچپن سے ہی محنت کرنا سیکھ لیتے ہیں تو پھر وہ اپنی پوری زندگی کسی کے بھی محتاج نہیں رہتے۔وہ اپنا بھی کام بڑی دلچسپی سے کرتے ہیں اور اگر دوسروں کے کام کرنے کا موقع ملے تو گھبراتے نہیں بلکہ بڑی خوشی اور مسرت سے کرتے ہیں، اُن کے کام میں ایک الگ ہی نکھار ہوتا ہے۔محنت سے کام کرنے والے کی یہ شان ہے کہ وہ کبھی بھی بے ایمانی نہیں کرتا یوں اُس کے ایمان کو کوئی خطرہ بھی نہیں رہتا بلکہ ایمانداری کرنے سے زندگی کے بہت سے حقائق اُس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔جس سے اُس کے ایمان میں پختگی بڑھتی ہی رہتی ہے۔محنت کرنے والے اکثر کامیابی کی منزل کے مسافر بن جاتے ہیں اور محنت کرنے کی عادت سے بہت سی کامیابیاں سمیٹتے رہتے ہیں۔

انسان اگر اپنی زندگی میں اپنی منزل کا تعین کر کے اُس کے لئے خوب محنت کرے تو وہ اپنی منزل پر ضرور پہنچتا ہے،اُس کے خواب ضرور بھی ضرور پورے ہوتے ہیں۔لیکن یہ راہ کوئی آسان راہ نہیں ہے بلکہ اس راہ پر شروع شروع میں بہت سی رُکاوٹیں آتی ہیں۔مثلاً:لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہو،اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا،اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے،اس سے تو صرف تمہارا ٹائم ہی ضائع ہوگا وغیرہ وغیرہ۔لیکن وہ شخص جو اپنی منزل سے مخلص ہو اور یہ جانتا میری محنت ضائع نہیں ہوگی تو وہ کبھی بھی کسی کی باتوں میں نہیں آتا،اپنے کام سے کام رکھتا ہے تاریخ نے ایسے لوگوں کی مثال بڑی شان سے ملتی ہے کہ وہ ضرور بھی ضرور کامیابی حاصل کر ہی لیتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا والے کبھی بھی کسی بھی انسان سے راضی نہیں ہوتی،اعتراضات ہوتے رہتے ہیں،اُس کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔لیکن جب وہی شخص کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اُس کی قدر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔پھر وہ لوگ جو اُس سے یہ کہتے تھے کہ تم کامیاب نہیں ہو سکتے تو اب وہی لوگ اُس سے متاثر ہوتے ہیں،اُس کی تعریف کرتے ہیں۔

یہاں میں اپنے قارئین کو"کامیاب کیسے ہونا ہے"ایک مثال سے سمجھانا چاہوں گا،اس کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک بلند برفیلی پہاڑی سے ایک نوجوان ایک چھوٹا سا پتھر پھینکتا ہے،وہ پتھر اُوپر سے نیچے آتے ہوئے اپنے اِرد گرد برف لپیٹتے ہوئے بڑا اور بھاری ہوتے ہوئے تیزی سے نیچے آتا ہے اور اتنا بڑا اور بھاری ہو جاتا ہے کہ بستی کے بہت سے گھر تباہ و برباد کر دیتا ہے۔اس کو"Snowball Effect"کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جب انسان اپنے کام سے کام رکھتے ہوئے محنت کرتا ہے تو وہ بھی بہت سی محنت کے پھل اپنے آس پاس لپیٹتا رہتا ہے،دنیا اُس کو کچھ بھی کہتی رہے وہ اپنی محنت پر توجہ دیتے ہوئے محنت کرتے ہی جاتا ہے ایک وقت ایسا بھی آتا کہ وہ اس طرح کامیاب ہوتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر اس زندگی کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں،تو اُس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اپنی منزلِ مقصود کا تعین کریں اور اُس تک پہنچنے کے لئے بغیر کسی غرض کے خوب محنت کریں،آپ کے اپنے قریبی رشتہ دار،دوست اور احباب آپ کو بہت کچھ کہیں گے،ہو سکتا ہے کہ آپ اکیلے رہ جائیں لیکن آپ نے محنت نہیں چھوڑنی آپ اپنے کام پر توجہ دیں،اپنے کام سے کام رکھنے کی کوشش کرتے رہیں،اس بات کا خاص خیال

رکھیں کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ آس پاس کی کوئی بات، آپ کے راستے کی رُکاوٹ تو نہیں بن رہی، اور اگر بن رہی ہے تو پہلے اُس کو دور کرنے کی کوشش کریں، اپنی کامیابی پر یقین رکھیں، آپ کو کامیابی ضرور ملے گی اور آپ کا کوئی بھی کام صدیوں کے لوگوں کے لئے رہنماء بن سکتا ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ خالق ہمیں اپنی صلاحیتوں پر کام کرنے اور اِن کو نکھارنے کے لئے خوب محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کاش اللہ کا ذکر ہماری سانس اور مطالعہ ہماری خوارک بن جائے

از قلم: ادارہ

دنیا میں انسان کے لئے بہت سی راہیں موجود ہیں۔ جن میں کچھ راہوں کا انتخاب کر کے انسان اُس پر چلنے کی کوشش کرتا ہے ان میں سے کچھ راہیں ایسی ہیں کہ جن پر چل کر کبھی انسان تباہی اور بربادی کے دھانے تک پہنچ جاتا ہے اور کچھ راہوں پر انسان چل کر بہت سی کامیابیاں حاصل کرلیتا ہے۔ انسان کے لئے بہت سی کامیاب راہوں کی خالقِ کائنات کی طرف سے نشاندہی بھی کی گئی ہے اور رہنمائی بھی فرمائی گئی ہے۔ انسان اللہ کی وہ خاص مخلوق ہے جس کو اشرف المخلوقات ہونے کے ساتھ ساتھ عقل و شعور کی نعمتوں سے بھی نوازا گیا، علم کو بھی انسان کے ساتھ خاص کر دیا گیا یہ وہ سب نعمتیں ہیں جو اُس عظیم خالق کائنات کی طرف سے انسان کو عطا کر دی گئیں ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام نعمتوں کے اثرات انسانی زندگی پر کیسا نظر آتا ہے۔

دنیا میں بہت سی رُکاوٹیں ہر راہ پر موجود ہیں، انسان اِن رُکاوٹوں سے گھبرا جاتا ہے، مایوس ہو جاتا ہے، پریشانی کا اظہار کرنے لگتا ہے۔ اِن تمام پریشانیوں کا آغاز انسان کے ساتھ اُس وقت ہوتا ہے کہ جب انسان ایک بڑے مقصد تعین کر کے اُس کی تکمیل کے لئے نکلتا ہے، اِن تمام منازل پر استقامت کے ساتھ اپنے سفر کو جاری رکھنے کے لئے "اللہ رب العزت اور اُس کے محبوب کے ذکر کے ساتھ ساتھ اپنے اندر مطالعہ کی عادت کو پیدا کرنے کی خوب کوشش کریں"۔ خالقِ کائنات کی آخری کتاب قرآن مجید میں ذکر کرنے اور پڑھنے کا اہتمام کرنے پر خوب زور دیا گیا ہے۔ یہ کسی بھی راستے پر چلنے اور اپنی زندگی کے مقاصد کو حاصل کرنے کے بہت آسان اور مستحکم طریقے ہیں کہ جن کو اختیار کر کے کوئی بھی انسان نہ صرف اپنے بڑے سے بڑے مقاصد کو حاصل کر سکتا ہے بلکہ اپنی زندگی کو کامیاب و کامران بھی بنا سکتا ہے۔

آج اگر عموماً معاشروں کا مشاہدہ کیا جائے تو اکثر لوگ فضول گفتگو کرتے ہوئے اپنے وقت کو ضائع کرتے ہوئے نظر آئے گے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے کھانے پینے کے معاملے میں کسی قسم کی احتیات نہیں کرتے، جو ملا کھالیتے ہیں، اکثر اُن کے منہ میں کچھ نہ کچھ رہتا ہے یا پھر چھالیاں، گٹکا، ماوا، سگرٹ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب چیزیں انسانی صحت کو بہت نقصان پہنچاتی ہیں، جس کا ہمیں اندازا نہیں ہو رہا ہوتا لیکن ایک دم ہی انسان بہت شدید تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کا ٹائم الگ ضائع ہوتا ہے اور پھر انسان کچھ کر بھی نہیں پاتا۔ مجبوراً موت کے بستر پر موت کا انتظار کر رہا ہوتا ہے، ایسی زندگی کا کیا فائدہ، انسان خود اپنی صحت اور وقت

کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہے۔خالقِ کائنات نے تو انسان کے لئے راحتیں پیدا کیں ہیں لیکن انسان اپنے لئے خود مشکلات پیدا کرتا ہے۔میں یہ کہتا ہو کہ جس طرح ہم اپنے کھانے، پینے کا خیال رکھتے ہیں، کبھی کھانے پینے کا خیال نہیں کرتے، اچھی اور فری ملے تو زیادہ کھالیتے ہیں۔اُسی طرح ہم میں مطالعہ کی عادت اس طرح ہونی چاہیے کہ جہاں پڑھنے کا موقع ملے وہیں پڑھنے بیٹھ جائے، پڑھنے لکھنے سے انسان کی بہت صلاحیتیں نکھر کر سامنے آتی ہیں اور ہر سانس میں اللہ کو یاد کرنے سے سخت سے سخت مشکلات آسان ہو جاتی ہیں اور انسان بلاخوف و خطر اپنے بہت سے کام اچھے سے سر انجام دیتا ہے۔

"اسی لئے میری خواہش ہے کہ اے رب العالمین جتنا میں سانس لیتا ہوں، اُس سے زیادہ مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ مجھے مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔ آمین

ورزش

از قلم: ڈاکٹر سید شہریار اشرف جیلانی

صحت اور تندرستی رکھنے کے لئے ورزش کرنا بہت ضروری ہے، جن لوگوں کو ورزش کی عادت ہوتی ہے اُن پر بیماریاں بہت کم حملہ آور ہوتی ہے، اور جو ورزش سے جی چراتے ہیں، ایک تو اُن کے جسم میں چستی نہیں ہوتی اور دوسرا وہ اکثر کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ورزش کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کریں، اس کے فوائد کو سامنے رکھ کر اس کو اپنی زندگی کا ایک اہم جز بنائیں۔ ورزش انسان کے جسم اور ذہن دونوں کو تندرست رکھتی ہے۔

جب ہم ورزش کرتے ہیں تو ہمارے جسم کے اعضاء اچھی طرح کام کرنے لگتے ہیں، جسم کے پٹھے پھیلتے اور سکڑتے ہیں۔ اس طرح سے دوران خون تیز ہو جاتا ہے، جس سے جسم کے تمام حصوں میں تازہ آکسیجن اور غذا پہنچتی ہے اور اس کے بدلے میں وہ وہاں سے فاسد مادوں کو لے کر پھیپھڑوں، گردوں، جلد اور جگر تک پہنچتا ہے۔ یہ فاسد مادے پسینہ، پیشاب اور سانس کے راستے خارج ہوتے ہیں۔ اس سے دماغ کی نہ صرف تھکن دور ہوتی ہے بلکہ تازہ خون جسم میں دوڑنے کی وجہ سے دماغ میں ایک نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ پٹھے مضبوط اور ہاضمہ تیز ہو جاتا ہے۔ جسم کے اندر نئی زندگی بھر جانے کی وجہ سے ہم دنیا میں غم اور فکر کا مقابلہ بڑی حوصلہ مندی سے ہوتا ہے۔

ورزش سے قطعی طور یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ ہم پہلوان بن جائے گے بلکہ صرف کچھ ضروری ورزش کا اہتمام کر کے کوئی بھی چشت اور توانا رہ سکتا ہے سب صرف ایک مرتبہ جسم کی تمام مشینزی اچھی طرح حرکت میں آجائے تو تمام دن چوبیس گھنٹوں کا جمع شدہ فاسد مادوں سے جسم پاک ہو جائے گا۔

"جس طرح حرام سے بچنا ضروری ہے"
اُسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ کیا کھانا ہے اور کتنا کھانا ہے۔

ماہنامہ کاروانِ قمر کراچی کی شاندار تحریر

از قلم: ادارہ

قدرت کے خزانے، رزق کے بہانے
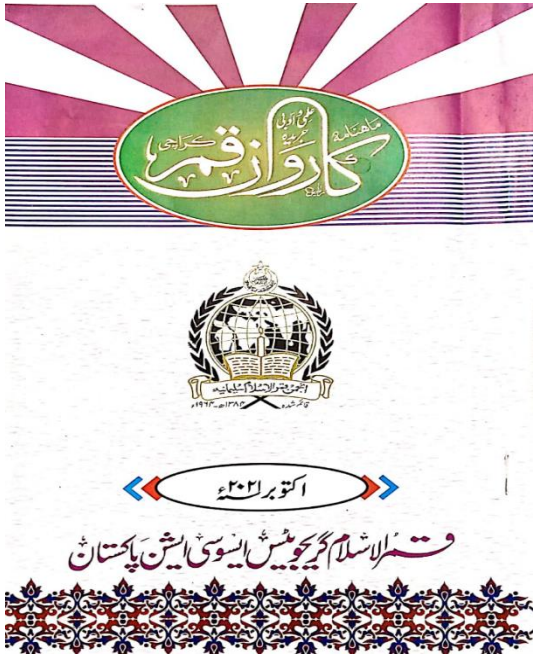
ماھنامہ کاروان قمر، اکتوبر 2021ء جو "قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان سے شائع ہوتا ہے، اس کے صفحہ نمبر 63 پر۔ دل وذہن کو کھول دینے والی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔
دل چاہا کہ اس کو نوٹ کروں۔

اس کے لکھنے والے دو طالبِ علم، حسن انتخاب، حمزہ رحمت، متعلم: درجہ ثانی دارالعلوم قمر الاسلام، پنجاب کالونی، کراچی۔ اس مضمون کا نام بھی بڑا دلکش لگا۔ "قدرت کے خزانے، رزق کے بہانے" (رزق کے دروازے)
اللہ تعالیٰ نے رزق کے 16 دروازے مقرر کئے ہیں اور اس کی چابیاں بھی بتائیں ہیں، جس نے یہ چابیاں حاصل کرلیں وہ کبھی بھی تنگدست نہیں رہے گا۔

1. پہلا دروازہ نماز ہے، جو لوگ نماز نہیں پڑھتے، ان کے رزق میں برکت اٹھا دی جاتی ہے۔ وہ پیشہ ہونے کے باوجود بھی پریشان رہنا ہے۔
2. دوسرا، استغفار ہے۔ جو انسان زیادہ سے زیادہ استعمال کرتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ اس کے رزق میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اللہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے، جہاں سے کبھی اس نے سوچا بھی نہیں ہوتا۔

3. تیسرا دروازہ صدقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اللہ کی راہ میں جو خرچ کروگے، اللہ اس کا بدلہ دے کر رہے گا۔ انسان جتنا دوسروں پر خرچ کرے گا۔ اللہ اسے دس گنا بڑھا کر دے گا۔
4. چوتھا دروازہ تقویٰ اختیار کرنا ہے، جو لوگ گناہوں سے دور رہتے ہیں۔ اللہ اس کے لئے آسمان سے رزق کے دروازے کھول دیتے ہیں۔
5. پانچواں دروازہ کثرت سے نفلی عبادت ہے، جو لوگ زیادہ سے زیادہ نفلی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ ان پر تنگدستی کے دروازے بند کر دیتے ہیں۔ اللہ کہتا کہ اگر تم عبادت میں کثرت نہیں کرے گا۔ تو میں تجھے دنیا کے کاموں میں الجھادوں گا۔ لوگ سنتوں اور فرض پر ہی توجہ دیتے ہیں، نفل چھوڑ دیتے ہیں۔ جس سے رزق میں تنگی ہوتی ہے۔
6. چھٹا دروازہ حج اور عمرہ کی کثرت کرنا ہے۔ حدیث میں آتا ہے حج و عمرہ گناہوں اور تنگدستی کو اس طرح دور کرتے ہیں، جس طرح آگ کی بھٹی سونا چاندی کی میل دور کر دیتی ہے۔
7. ساتواں دروازہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آنا، ایسے رشتہ داروں سے بھی ملتے رہنا جو آپ سے قطع تعلق ہوں۔
8. آٹھواں دروازہ کمزوروں کے ساتھ صلح رحمی کرنا ہے۔ غریبوں کے غم بانٹنا، مشکل میں کام آنا، اللہ کو بہت پسند ہے۔
9. نواں دروازہ اللہ پر توکل ہے، جو شخص یہ یقین رکھے کہ اللہ دے گا تو اسے اللہ ضرور دے گا۔ اور جو شخص شک کرے گا، وہ پریشان ہی رہے گا۔
10. دسواں دروازہ انسان جتنا شکر ادا کرے گا رزق کے دروازے کھولتا چلا جائے گا۔
11. گیارہواں دروازہ ہے گھر میں مسکرا کر داخل ہونا سنت بھی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ رزق بڑھادوں گا جو شخص گھر میں داخل ہو اور مسکرا کر سلام کرے۔
12. بارہواں دروازہ ماں باپ کی فرمابرداری کرنا ہے، ایسے شخص پر کبھی رزق تنگ نہیں ہوتا۔
13. تیرہواں دروازہ ہر وقت باوضو رہنا ہے، جو شخص ہر وقت نیک نیتی کے ساتھ باوضو رہے تو اس کے رزق مین کمی نہیں آتی۔
14. چودھواں دروازہ چاشت کی نماز پڑھنا ہے، جس سے رزق میں برکت بڑھتی ہے۔ حدیث میں ہے: چاشت کی نماز رزق کو کھینچتی ہے اور تندستی کو دور بھگاتی ہے۔

15. پندرہواں دروازہ ہے روزانہ سورۃ الواقعہ پڑھنا، اس سے رزق بہت بڑھتا ہے۔
16. سولہواں دروازہ اللہ سے دعا مانگنا، جو شخص صدق دل سے اللہ سے مانتا ہے، اللہ اس کو بہت زیادہ دیتے ہیں۔

میرے بیٹے سلطان کے نام کا مقصد

از قلم: سید اظہار اشرف جیلانی

اس سال جنوری 2023 کی 2 تاریخ کو میرا بیٹا سلطان ایک سال کا ہو گا، دل چاہا کہ میں اپنے بیٹے کو بہت سی دعاؤں کے ساتھ ساتھ کچھ اہم باتیں بھی اس کے نام کے متعلق لکھ کر تحفے کی صورت میں پیش کروں۔

میرے بیٹا "سید سلطان اشرف جیلانی مدظلہ العالی" کا نام بظاہر بڑے مقام کو ظاہر کرتا ہے لیکن کوئی بھی مقام کسی بھی مشقت یا تکلیف کے بغیر حاصل نہیں ہوتا، اُس کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے، اپنی ذات کو مٹا کر بغیر کسی غرض کے ایسا کام کرنا ہوتا ہے کہ جس کے فوائد سے عالم دنیا فیضیاب ہوتی ہو، انسانوں کی زندگیوں میں اُس کے کام کی برکت سے آسانیاں عام ہو رہی ہو اور یہ اُس وقت ہی ممکن ہے کہ جب ہم اپنے قلوب واذہان کو پاک کر کے پاک زندگی گزارنے کی کوشش کریں، اپنے کسی نہ کسی مقصد کو تلاش کر کے اپنی منزل کا تعین کرے اور اس منزل کو حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ خوب محنت کریں۔

میرے والد صاحب نے میرے بیٹے کا نام "سلطان "اس لئے تجویز فرمایا کہ یہ اچھائیوں کا سلطان بنے گا، اچھائیوں کو ہی پسند کرے گا، اچھائیوں سے ہی اپنی شعوری زندگی کی ابتداء اور انتہاء کرے گا، رب پر بھروسہ کر کے، اپنی صلاحیتوں پر کام کرتے ہوئے ہر میدان میں کامیاب ہو گا، ان صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے ہر انسان کی مدد کرے گا، انسانیت کے لئے ایسے اُصول وضوابط تیار کرے گا کہ جن میں برائی کی کوئی جگہ ہی نہیں ہو گی۔ برائی خود بخود اس کے قریب آتے آتے ختم ہو جائے گی۔ جس ماحول میں سکون ہی سکون، راحت ہی راحت اور آسانی ہی آسانی ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ ایسا سلطان ضرور بھی ضرور بہت سے بزرگوں کا فیض حاصل کرے گا اور اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خاص نظرِ عنایت کا مستحق بناتے ہوئے اُمت مسلمہ کو حقیقتِ ایمان سے آگاہ کرے گا، اپنی زندگی کے کسی بھی لمحہ کو ضائع کئے بغیر اللہ کے فضل و کرم کو سمیٹے ہوئے اپنے کام اخلاص سے کرنے کی کوشش کرے گا جس کا کمال یہ ہے بندہ کم وقت میں زیادہ کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ کوئی اس کے ساتھ کتنا ہی برا کرے یہ اُس کے ساتھ اچھا کرنے کی کوشش کرے گا۔ انشاء اللہ

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بیٹے کو با مقصد زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کسی نے بہت خوب کہا ہے:

"مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کوئی مرتبہ چاہتے"

کہ دانہ خاک میں مل کر گُلِ گُلزار ہوتا ہے

دربارِ رسول ﷺ پر حاضری

از قلم: سید اظہار اشرف جیلانی

الحمد اللہ علی احسانہ پچھلے سال کے آخری مہینے 15 اکتوبر 2022ء میں مجھے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے جانا نصیب ہوا۔ میں اُس خالقِ کائنات کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے اور اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میں رسول ﷺ پر اپنی تمام زندگی درود پاک کا نظرانہ پیش کرتا رہوں پھر بھی اِن کثیر عنایتوں کا شکر ادا نہیں ہو سکتا کہ میں اس قابل نہیں تھا لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے کرم فرمایا اور اس حقیر نہ چیز کو اپنے روضہ مقدس کی زیارت کرنے کا شرف عطا فرمایا، بیت اللہ کے قریب جا کر بندگی کے اظہار کا خوب موقع عطا فرمایا۔ وہاں کے صبح و شام اور پُر رونق فضائیں عبادات کے شوق میں اور اضافہ کر رہی تھیں، ہم یہاں سے پہلے مکہ مکرمہ گئے وہاں پر عمرے کی سعادت حاصل کی اور پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی سرزمین پر جانے کا شرف حاصل کیا۔ انسان کتنا بھی گناہگار کیو نہ ہو یہ وہ عظیم مقامات ہیں وہ انسان کو گناہوں ، بالکل پاک وصاف کر دیتے ہیں، اس سفر کی تفصیل میں نے "مقدس سفر کی سعادت" کے نام سے ایک کتاب کو شائع کیا ہے۔ اُس کتاب کا لنک اس صفحے پر نیچے موجود ہے۔ اُس خالق سے یہی دعا ہے کہ زندگی کے جتنے بھی لمحات باقی ہیں ان لمحات میں زیادہ سے زیادہ اُس خلق کا شکر ادا کرنے اور اُس خالق وحدہ لاشریک کی بندگی کا اظہار کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آمین

کتاب: مقدس سفر کی سعادت۔
https://archive.org/details/20221224_20221224_1131

انگریزی کتاب فہرست کا اُردو ترجمہ

Islam and The Clash of Civilization by Iqbal s. Hussain

اسلام اور تہذیب کا تصادم
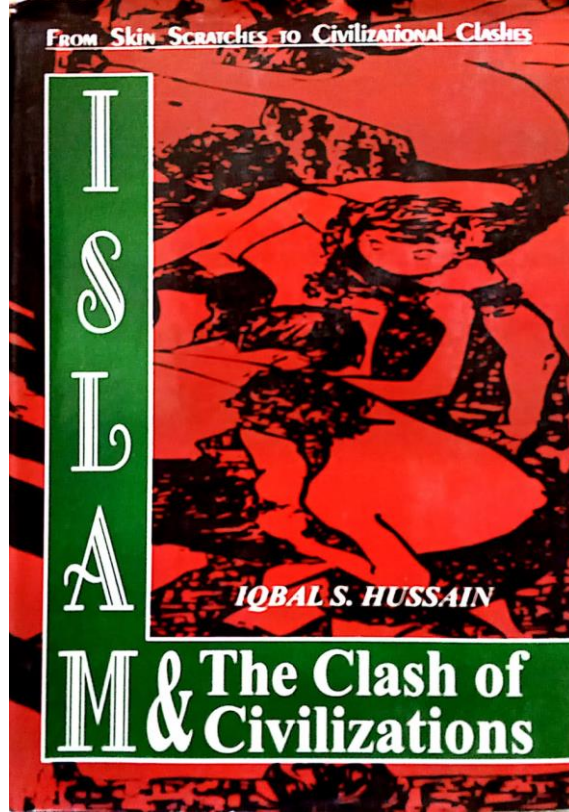
1. Preface
- A plea for Global Renaissance
- Islam And the Clash of Civilizations

1۔ پیش لفظ
- عالمی نشاۃ ثانیہ کے لیے ایک درخواست
- اسلام اور تہذیبوں کا تصادم

2. Introduction
- Islam and its impact on word civilization

2۔ تعارف
- اسلام اور لفظ تہذیب پر اس کے اثرات

3. Clash of Civilization
- How to sustain the soul of humanity?
- 21st century man in abeyance
- Civilization without reason
- Islamic perspectives

3۔ تہذیب کا تصادم
- انسانیت کی روح کو کیسے برقرار رکھا جائے؟
- 21ویں صدی کا انسان تعطل (تباہی) میں

4. Islamic Fundamentalism
- **Clash of fundamentalisms**
- **Iranian Revolution**
- **Radicalization of Islam**
- **Is Islam a menace to the West?**

4۔ اسلامی بنیاد پرستی
- بنیاد پرستی کا تصادم
- ایرانی انقلاب
- اسلام کی بنیاد پرستی
- کیا اسلام مغرب کے لیے خطرہ ہے؟

5. A hymn to humanity
- **Sustaining humanity**
- **Crisis of confidence an lack of identity**
- **Modern life without modernity**

5۔ انسانیت کے لیے ایک ترانہ
- انسانیت کو برقرار رکھنا
- اعتماد کا بحران شناخت کی کمی
- جدید زندگی جدیدیت کے بغیر

6. A Trans cultural Message
- **The Age of Faith**
- **Realities of the Age**

6۔ ایک ٹرانس کلچرل پیغام
- ایمان کی عمر
- زمانے کی حقیقتیں

7. The New Vision
- **Human values**
- **Gospel of Hope**
- **Vision of intellect**

7۔ نیا مقصد
- انسانی اقدار
- امید کی انجیل

- عقل کا مقصد

8. SECULARISM AND MUSLIM RESERVATIONS
- RELIGIOUS ORTHODOXY AND ENLIGHTENMENT
- RENAISSANCE: THE STARTING POINT
- SECULARISM AND ISLAM

8۔سیکولرازم اور مسلم تحفظات
- مذہبی آرتھوڈوکس اور روشن خیالی۔
- نشاۃ ثانیہ:نقطہ آغاز
- سیکولرازم اور اسلام

9. THE ORDER OF VALUES
- COMMON BONDS
- FROM DECADENCE TO DEVELOPMENT

9۔قدروں کی حکم
- مشترکہ پابندیاں
- تنزلی سے ترقی تک

10. CULTURAL STERILITY
- PARALYSIS OF HUMAN SOUL
- CAPITALISM AND GLOBALIZATION
- POVERTY OF HUMAN SPIRIT

10۔ثقافتی بانجھ پن
- انسانی روح کا فالج
- سرمایہ داری اور عالمگیریت
- انسانی روح کی غربت

11. RELIGION, SCIENCE AND CIVILIZATION
- RELIGION AND MYTHOLOGY
- Scientificmind
- BUDDHISM, HINDUISM, JUDAISM,
- CHRISTIANITY AND ISLAM

11۔مذہب،سائنس اور تہذیب
- مذہب اور افسانہ
- سائنسی ذہن
- بدھ مت،ہندو مت،یہودیت،
- عیسائیت اور اسلام

12. THE PROCESS OF THE MASSES

- Cultivating the quality of living
- Religion and civilization
- Freedom and Creativity

12۔ عوام کا عمل

- زندگی کے معیار کو فروغ دینا
- مذہب اور تہذیب
- آزادی اور تخلیقی صلاحیت

13. First Declaration of Human Rights

- A vital step towards western civilization
- Thought and action
- Prophet's Declaration of human rights

13۔ انسانی حقوق کا پہلا اعلامیہ

- مغربی تہذیب کی طرف ایک اہم قدم
- سوچ اور عمل
- پیغمبر اسلام کا انسانی حقوق کے لئے اعلان

14. Philosophy and Revelation

- Main sources of Knowledge
- Rehabilitation of history
- Islam as a religion of civilized conduct

14۔ فلسفہ اور وحی

- علم کے اہم ذرائع
- تاریخ کی بحالی
- اسلام ایک مہذب طرز عمل کا مذہب ہے۔

15. New Genesis:

- A Study of History, Science and Society
- Knowing the Mind of God
- Purpose of life
- Agony and infinitude
- Transcendental Anchor

15۔ نئی پیدائش

- تاریخ، سائنس اور معاشرے کا مطالعہ
- خدا کے دماغ کو جاننا
- زندگی کا مقصد
- اذیت اور لامحدودیت

- ماورائی اینکر

16. **Mystical Manifestation**

- Mystics: the couriers of love and compassion
- Active communication with God
- Rendezvous with mortality
- Critique

16۔صوفیانہ اظہار

- صوفیانہ: محبت اور ہمدردی کے کورئیرز
- خدا کے ساتھ فعال مواصلت
- موت کے ساتھ ملاپ
- تنقید

17. New man in the making

- Development of human personality
- Shaping of authentic life
- Ethics of Jesus and Modesty of Muhammad

17۔بنانے میں نیا آدمی

- انسانی شخصیت کی نشوونما
- مستند زندگی کی تشکیل
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اخلاقیات اور محمد ﷺ کی شائستگی

18. Destiny of Civilization

- Modern man in search of soul
- Breakdown of western civilization
- Islam with better credentials

18۔تہذیب کی تقدیر

- جدید انسان کی روح پر تحقیق
- مغربی تہذیب کا خاتمہ
- اسلام بہتر اسناد کے ساتھ

19. Humanity and Civilization

- Goodness, beauty and truth
- Violence diminishes humanity
- Islam: a misinterpreted religion

19۔انسانیت اور تہذیب

- اچھائی،خوبصورتی اور سچائی
- اسلام:ایک غلط تشریح شدہ مذہب

20. Education: A vision for the future

- Discovering our own ignorance
- Goals of education
- Neo-colonial perception

20۔ تعلیم: مستقبل کے لیے ایک مقصد

- ہماری اپنی لاعلمی کا پتہ لگانا
- تعلیم کے مقاصد
- نوآبادیاتی تصور

21. Muslim contributions in education

- The scholar's ink is better than the Blood of the martyr
- Knowledge to recapture the forces of Nature
- Muslim scholars and scientists

21۔ تعلیم میں مسلمانوں کی شراکت

- عالم کی سیاہی شہید کے خون سے بہتر ہے۔
- عالم کی سیاہی شہید کے خون سے بہتر ہے۔
- فطرت کی قوتوں پر دوبارہ قبضہ کرنے کا علم
- مسلمان علماء اور سائنسدان

22. Christianity and Colonialism

- European civilization and its role in establishing
- Colonial rule
- Battle for Christian Civilization
- Post-colonial period

22۔ عیسائیت اور استعماریت

- یورپی تہذیب اور اس کے قیام میں کردار
- نوآبادیاتی حکومت
- عیسائی تہذیب کے لیے جنگ
- نوآبادیاتی دور

23. Enlightenment and Orthodoxy

- Light of reason and understanding
- New modern outlook
- Enlightenment and the Muslim world
- Orthodoxy decried

23۔ روشن خیالی اور آرتھوڈوکسی۔

- عقل اور فہم کی روشنی
- نیا جدید نقطہ نظر
- روشن خیالی اور مسلم دنیا
- آرتھوڈوکس نے مذمت کی۔

24. Patterns of world cultures

- Culture in the world of Islam
- Culture style of Muslim India
- Culture of death (in West)

24۔عالمی ثقافتوں کے نمونے۔

- عالم اسلام میں ثقافت
- مسلم ہندوستان کا ثقافتی انداز
- موت کی ثقافت (مغرب میں

25. Sustaining the soul of humanity

- Muslims at the receiving end
- Bed name to Islam
- Islamophobia

25۔انسانیت کی روح کو برقرار رکھنا

- استقبال کے اختتام پر مسلمان
- اسلام کو غلط نام دینا
- اسلاموفوبیا

جغرافیہ (حجاز)

از قلم: ادارہ

دنیا کے بارے میں جاننے کے لئے انسان تمام دنیا کا سفر کرتا ہے، دنیا کے جغرافیہ اور محل وقوع کو سمجھ کر مختلف جگاہوں کے بارے میں جانتا ہے۔ دنیا میں ہر جگہ اپنی ایک الگ خاصیت رکھتی ہے۔ آج ہم جس جگہ کا ذکر کر رہے ہیں وہ جگہ بہت مشہور اور منفرد ہے۔ اُس جگہ کا نام ”حجاز مقدس“ ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کتاب "معجم البلدان" میں لکھتے ہیں:

حجاز کے لغوی معنیٰ۔ حجاب، پردہ اور رُکاوٹ کے ہیں، یہ ایک لمبے پہاڑ کا نام تھا۔ جو تہامہ اور نجد کے مابین حائل تھا اور اب ایک علاقے کا نام ہے۔ جو جنوب میں جَدّہ اور مکہ مکرمہ سے شروع ہو کر ساحل کے ساتھ ساتھ خلیج عقبہ کے شمالی ساحل تک چلا جاتا ہے۔ اس کی لمبائی اندازاً سوا چھ سو میل ہے اور چوڑائی جَدّہ سے دیار جُہَینہ تک ستّر سے نوے میل ۔اور جُہَینہ سے آگے پانچ سے دس میل تک ہے۔ اس کے بڑے بڑے شہر جّدہ، مکہ مکرمہ، طائف، مدینہ اور یَنُبع ہیں۔ یہ حجاز کی موجودہ ہیئت ہے۔

(ڈاکٹر غلام جیلانی برق، مُعْجَمُ البُدان، ص:112۔ مطبوعہ: الفیصل ناشران و تاجرانِ کتب، لاہور، پاکستان، 2013ء)

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

یہ علاقہ یمن کے شمال اور تہامہ کے مشرق میں واقع ہے۔ یہ متعدد وادیوں کا مجموعہ ہے جس کے درمیان سے جبل سرات گزرتا ہے۔ یہ سلسلہ کوہِ شام سے شروع ہوتا ہے اور یمن میں نجران تک چلا جاتا ہے۔ ایک فرانسیسی محقق ”جوستاف لیبون“ اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ پہاڑی اور ریتلی اقلم ہے۔ شمال منطقہ معتدلہ کے وسط میں واقع ہے۔ اس کے سامنے بحر احمر ہے۔ اس میں دو مقدس شہر آباد ہیں: مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ۔ حجاز کو حجاز اس لئے کہتے ہیں کہ یہ تہامہ اور نجد کے درمیان حد فاصل ہے۔

(ضیاء النبی ﷺ، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ج:1، ص:247، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور کراچی، 2013ء)

حجاز بحر احمر کے ساحلی پر ایک مستقل صوبہ ہے جس کا نام توراۃ میں فاران بتایا گیا ہے اور جہان سے تجلی ربانی کے ظاہر ہونے کی بشارت دی گئی تھی،اس کے مشرقی جانب نجد، مغربی جانب بحر احمر، شمال میں عرب شام یا عرب الحجر، جنوب میں عسیر اور شمالاً جنوباً کوہِ سردات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جس کی بلند تر چوٹی ۸۰۰۰ فیٹ ہے، سلسلہ کوہ میں بہت سے چشمے جاری ہیں، جہاں گاؤں آباد ہیں، باغ لگے ہیں، کھیتیاں ہوتی ہیں، کہیں کہیں جنگل ہیں، دامن کوہ سرسبز ہے، اور وہاں بھی آبادی ہے لیکن زیادہ آبادی اور سرسبز حصہ وہ ہے، جو بحر احمر کے ساحل پر واقع ہے، ان مقامات کے علاوہ تمام حصہ ریگستان ہے۔۔۔ حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر جدّہ ہے جو مکہ کی بندر گاہ ہے، اس کے بعد دوسرا مقام نبیع ہے جو مدینہ کی بندر گاہ ہے، اس کے اندر بڑے بڑے شہر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور طائف ہیں۔(تاریخ ارض القرآن (کامل)، علامہ سلیمان ندوی، ص:105، مطبوعہ: مجلس نشریات اسلام، کراچی، 2011ء)

اہل حجاز کی فضیلت:

جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ (صحیح مسلم)

کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا دل کی سختی اور سخت مزاجی مشرق والوں میں ہے ایمان حجاز والوں میں ہے۔

یہ جگہ عالمِ اسلام کے لئے اس لئے بھی مقدس اور محترم اس لئے ہے کہ اس جگہ مکہ مکرمہ (جہاں پر بیت اللہ موجود ہے) اور مدینہ المنورہ (جہاں روضہ رسول ﷺ) واقع ہے۔ مسلمان نہایت عقید و محبت کے ساتھ بار بار اس مقدس جگہ جاتے ہیں اور اس میں موجود مقدس مقامات کی زیارت کرتے ہیں۔

دعاء

اللّٰهُمَّ وَاقِيَةً كَوَاقِيَةِ الْوَلِيدِ

[كتاب الدعاء للطبراني، باب ما كان النبیؐ يدعو به، حديث: 1345]

اے اللہ! جس طرح کسی بچے کی نگہبانی کی جاتی ہے، بس ایسی ہی آپ سے نگہبانی چاہتا ہوں۔

آپ سے ایک التجا ہے

آپ کا علم ، تحقیق، فکر، سوچ اور رائے ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے، اس مجلہ کے متعلق کوئی بھی نظریہ ہو یا ہماری کسی قسم کی بھی اصلاح کا کوئی پہلو ہو تو ہماری ضرور رہنمائی کریں، ہم آپ کے مشکور رہیں گے۔

اللہ رب العزت آپ پر اپنا خاص کرم فرمائے۔ آمین

الجامعة المخدومية الاسلامية

online

علم دین سیکھنے کا بہترین موقع
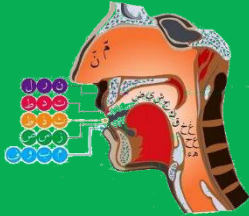
Requirements

Laptop/Tab/Ipad

Internet Connection

Microfone

Skype Account

قرآن سیکھیں مفصل تجوید کے ساتھ

اسلام کی بنیادی معلومات کے لیے مختصر کورس

+923342986859